رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

THE ALHAKAMQADIAN

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

قادیان

الحکم

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

ہفتہ وار

دور جدید

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

چندہ سالانہ
حکومت و والیان ریاست سے ما؍
امراء و روسا سے للعہ
معاونین سے عہ
عوام سے صمہ
ممالک غیر سے ۱۲؍

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔

قیمت فی پرچہ ۲؍

مدیر اعلیٰ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
مدیر ثانی شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

جلد ۳۸	۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۳۵ء یوم یکشنبہ	نمبر ۲۵

احرار کی کمینہ سازش کا انکشاف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لخت جگر اور جماعت احمدیہ کے محبوب ترین لیڈر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر قاتلانہ حملہ

حملہ آور ایک گدگڑھی اس نے قتل کی نیت سے لاٹھیاں برسائیں

احرار نے اس کی حفاظت کا مکمل انتظام کیا ہوا تھا

سلسلہ کے ہر ایک فرد تک یہ خبر پہنچ چکی ہے کہ ۸ر جولائی کا دن تاریخی دن تھا جس دن احرار کے عقل و تدبر کا دیوالہ نکلا۔ اور ان کی کمینہ سازش کا انکشاف ہوا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ :-

پونے چھ بجے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کان اللہ فی عونہ اپنے دفتر سے حسب معمول کام کر کے اپنی کوٹھی واقع دار الفضل بائیسکل پر تشریف لے جا رہے تھے۔ جب وہ خوجوں والی مسجد کے قریب پہونچے۔ تو ایک گداگر احراری لونڈے نے بائیسکل کے پیچھے سے ہو کر ایک ایسی لاٹھی سے جس کے سرے پر لوہے کی سام تھی

قاتلانہ حملہ

کیا۔ اس کا وار آپ کے سر پر تھا۔ مگر بائیسکل آگے ہو جانے کی وجہ سے لاٹھی سر کی بجائے بائیں کولے پر آ رہی۔ اس پر آپ سائیکل سے اُترنے لگے۔ تو مجرم نے اس موقع کو غنیمت جان کر دوسرا وار پھر کیا۔ جو آپ نے نہایت مردانگی اور شجاعت سے اپنے ہاتھ پر روکنا چاہا جو کلائی پر پڑا۔ اس کے بعد بزدل دشمن کو کھڑے رہنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس لئے فوراً بھاگ کر اس گلی میں ہو گیا جو آگے جا کر ماسٹر تاج الدین احراری کے مکان کی گلی سے جا ملتی ہے۔ اور جو احراری خیال کے لوگوں کا مرکز بنی ہوئی ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب اس واقعہ کے بعد سیدھے پولیس کی چوکی میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں اس واقعہ کی رپورٹ لکھ کر درج کرائی

اس مجرمانہ حملہ کی خبر تمام قادیان میں یوں پھیل گئی جیسے روئی یا کھس میں آگ پھیل جاتی ہے۔ ہر ایک احمدی اپنے محبوب لیڈر اور اپنے پیارے آقا زادے کو دیکھنے کے لئے بیتاب تھا۔ لوگ دیوانہ وار چوکی کی طرف بھاگ رہے تھے۔ چوکی کے سامنے بھیڑ تھی کہ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔

لوگ ان لاٹھیوں کے درد اپنے سینے میں محسوس کر رہے تھے۔ اور ان کو محسوس ہو رہا تھا کہ لاٹھیوں کی چوٹ ان کے دل پر ہے جس وجہ سے ہر ایک آنکھ بے اختیار آنسو برسا رہی تھی۔ اور ہر شخص غیض و غضب سے کانپ رہا تھا

جلد ہی سلسلہ کے نظار چوکی میں پہونچ گئے۔ انھوں نے آتے ہی مجمع کو منتشر ہونے کا حکم دیا۔ مگر لوگ اس حکم کو سننے کے لئے تیار نہ تھے۔ اور وہ ہر اس شخص کی آواز کو جو وہاں سے ہٹ جانے کے لئے کہتا تھا

پوری نفرت سے سنتے تھے

وہاں ایک زبردست **مظاہرہ** تھا۔ جو اس **کمینہ** اور **مجرمانہ** فعل کے خلاف اظہارِ **نفرت** کر رہا تھا۔ اور حکومت کے ذمہ دار افسروں سے **پروٹسٹ** اور **احتجاج** کر رہا تھا

جب جب ان کو کہا جاتا کہ یہاں سے ہٹ جاؤ۔ تو وہ کہتے تھے کہ ہم نہیں جانا چاہتے۔ مگر سلسلہ کے نظار نے نہایت عقلمندی سے لوگوں کے جوش پر قابو پا لیا۔ اور اس مجمع کو منتشر کر دیا

حضرت صاحبزادہ صاحب جب اپنی رپورٹ لکھا کر باہر نکلے تو تمام مجمع ان کو حلقے میں لے کر **حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب قبلہ** کے مکان کی طرف چلا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب اور ذمہ دار اشخاص کے اندر چلے جانے پر **بجز بکریاں کی طرح مجمع دار مسیح کے گرد** اور احمدیہ چوک میں جمع ہو گیا

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب قبلہ کے مکان پر سب سے **پہلی چیز** جس پر غور کیا گیا وہ یہ تھی کہ لوگوں کے جوش کو کیسطرح ٹھنڈا کیا جائے۔ جگہ جگہ آدمی مقرر کئے گئے۔ جو لوگوں کو اپنے گھروں کو جانے کی ترغیب دیں۔ اور جگہ جگہ آدمی مقرر کر دیئے گئے کہ وہ کسی شخص کو قانون کے احترام سے باہر نہ نکلنے دیں چنانچہ اس مدبرانہ پالیسی پر عمل کرنے سے بہت فائدہ ہوا۔ لوگ اگرچہ منتشر ہو گئے۔ مگر وہ گھروں کو نہ گئے۔

پولیس کی تدابیر

مقامی پولیس نے جگہ جگہ پاہی پھیلا دیئے اور افسران بالا کو تاریں دیدیں اور خود ان کی آمد کی انتظار شروع کر دی۔

جماعت کے افراد ارد گرد کے راستوں اور ناکوں اور سڑکوں پر نکل گئے تاکہ مجرم کو گرفتار کرانے میں مدد دے سکیں۔ مگر مجرم نہ مل سکا۔

۶ بجے افسران بالا کو تاریں دی گئیں ۹ بجے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس رائے صاحب جواہر لال صاحب۔ اور مجسٹریٹ علاقہ چودھری حسین علی صاحب قادیان پہنچ گئے۔ جن سے خان صاحب مولوی فرزند علی خان صاحب ناظر امور عامہ نے بہ حیثیت ناظر امور عامہ و نمائندہ جماعت احمدیہ ملاقات کی۔ اور سارے حالات تبلائے۔ جن کو سن کر افسران نے تسلی دی کہ وہ بہت جلد مجرم کو پکڑ کر اسے کیفر کردار کو پہنچا ئیں گے۔

لوگوں کے انتہائی جوش کو دیکھ کر ایک جلسہ مسجد نور میں تجویز کیا گیا جس کی غرض یہ تھی کہ لوگوں کو پر امن رہنے کی تلقین کی جائے۔ اور حضرت امیر المؤمنین کی ہدایات مطبوعہ الفضل سنا کر ان کے جذبات پر قابو حاصل کیا جائے۔ ۱۲ بجے کے قریب جلسہ ختم ہوا —— **مگر**

سب لوگ اس رات قطعاً شدت الم سے سو نہیں سکے

دوسری طرف

مجرم احرار کی گود میں نہایت آرام سے بیٹھا ہوا دودھ پی رہا تھا

اور

احرار کی پارٹیاں مختلف مقامات پر مطمئن بیٹھ کر ہنس رہی تھیں

مجرمانہ ذہنیت

اسی پر بس نہ کرتے ہوئے مجرم کو ایک محفوظ مکان میں احراری لیڈروں نے کسی تیز دھار آلے سے

اس لئے زخم لگایا۔ تاکہ عندالضرورت یہ ثابت کیا جا سکے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کا پاک ہاتھ ایک دنیا کے کیڑے کو مارنے کے لئے اٹھا تھا۔ یہ وہ خیال تھا جو سوائے **ایک مجرمانہ ذہنیت کے انسان کے اور کسی انسان کے دل میں پیدا ہی نہیں ہو سکتا**

وہ ہاتھ جو سوائے مخلوق کی بھلائی کے کبھی کسی بڑی غرض سے آجتک حرکت میں نہیں آیا۔ اور وہ انسان جس کا **مقام شرف اس قدر بلند ہے کہ وہ اس قسم کے ذلیل اور کمینے مجرموں کے تخاطب کے لئے تنازل کرنا بھی اپنی ہتک سمجھتا ہو** وہ اسے مارنے کے لئے اٹھے۔ یہ بالکل ناممکن تھا اور ہے۔

مجرم کا نام **حنیفا** ہے۔ جو **سمی چوہڑ شاہ فقیر کا بیٹا** ہے مجرم اس سے قبل ایک مقدمہ میں ماخوذ ہے۔ جس میں اس کی ایک ہزار روپے کی ضمانت اور ایک ہزار روپے کا مچلکہ ہوا ہوا ہے

مجرم کو کئی دن تک احرار نے چھپائے رکھا۔ پھر تھانے میں لیجایا گیا جہاں مشہور احراری اشخاص کی حفاظت میں رکھا گیا۔ اور ۱۳ر جولائی کو اسے پیش کر دیا گیا۔ جہاں اس کی جدید ضمانت داخل کی گئی۔

اگر

سلسلہ کا مضبوط نظام اور حضرت امیر المومنین کی زبردست قوت قدسی کا اثر نہ ہوتا تو احرار اپنے اس منصوبے میں کہ قادیان میں خون کی ندیاں بہہ جائیں ضرور کامیاب ہو جاتے۔

یہ ایسی حرکت تھی

جس سے قوموں کے دلوں سے حکومت کا رعب اٹھ جاتا ہے۔ اور قتل و غارت اور لوٹ مار اور آتشزدگی کے حادثات رونما ہو جاتے ہیں۔

یہ ایسی حرکت تھی

جس کی غرض امن کو غارت اور برباد کر دینے کی تھی۔ اور لوگوں کو عقل کی حکومت سے نکال کر جذبات اور جوش انتقام کی رو میں بہا دینا تھا۔

مگر

خدا تعالیٰ نے احرار کی اس منظم سازش کو ناکام و نامراد کر دیا۔

اس منظم سازش اور اس کی ناکامی۔ اور **حکام کی لاپرواہی اور عدم توجہی کے مفصل حالات** اگلے نمبر میں شائع کئے جائیں گے۔

محمود احمد عرفانی

(مدیر مسئول)

۱۸۵

سیرت المہدی کا ایک ورق

مولانا عبدالرحمٰن صاحب انور کی جمع کردہ روایات

چودھری سلطان علی صاحب ذیلدار ساکن کھوکھر غربی ضلع گجرات بیعت ۱۹۰۳ء عمر ۵۳ سال

ہم قادیان گئے میرے ماموں ملک برکت علی صاحب حال امیر جماعت گجرات بھی ساتھ تھے۔ محمد خان ساکن دیبہ بھی ساتھ تھے۔ وہاں سے حضور اور ہم سیر کے لئے نکلے جہاں آجکل ہائی سکول ہے وہاں جاکر حضور نے بتلایا۔ کہ یہ زمین ۲۵ گھماؤں میں نے قیمتاً خریدی ہے۔ پھر آپ نے نشان دہی کی کہ اس جگہ سکول ہوگا۔ اس جگہ مسجد ہوگی پھر بڑ کے درخت کے نیچے آکر فرمایا۔ ابھی مجھے چلتے چلتے الہام ہوا ہے (مجھے وہ الہام یاد نہیں) ہم نے ایک کمبل نیچے بچھا دیا۔ اور باقی دوستوں نے حلقہ بنالیا۔

محمد خان صاحب ساکن کھوکھر غربی ضلع گجرات

بیان کیا کہ ایک آدمی بالکل سفید رنگ کا تھا۔ مسجد میں رونا شروع کیا۔ حضرت صاحب نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ اس نے کہا کہ گناہ نہیں چھوٹتے آپ نے فرمایا کہ اگر تم ایک کڑاہی میں پانی بھر کر سخت گرم کرو بعد میں اسے آگ پر ڈالو کیا ہوگا؟ اس شخص نے جواب دیا کہ حضور وہ آگ کو بجھا دیگا۔ آپ نے فرمایا انسان خواہ کسی قدر بھی گناہ گار ہوگا۔ جب توبہ کرے گا تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

ایک دفعہ آپ لنگر خانہ میں گئے۔ ان دنوں لنگر خانہ میاں بشیر احمد صاحب کے مکان میں ہوتا تھا وہاں آپ نے حقہ دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ مردود کو توڑ دو اور اسے ایک ٹھوکر بھی ماردی۔ پھر فرمایا کہ آج رات مجھے الہام ہوا ہے کہ کچھ آدمی آج بھوکے رہ گئے ہیں سب جگہ ان کی تلاش کی گئی۔ آخر جہلم کے دو آدمیوں سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ ہم دیر سے آئے تھے اسلئے روٹی نہیں کھائی چنانچہ ان کو روٹی کھلائی گئی۔

میاں نورالدین صاحب ساکن کھاریاں ضلع گجرات عمر ۷۰ سال بیعت ۱۹۰۶ء

میں بعد حلف ہوکر بنقاب الٰہی بیان کرتا ہوں کہ بیعت سے پہلے میں نے خواب دیکھی کہ میں گھر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اور کسی ہرکارے نے مجھے ایک خط دیا ہے۔ دیا جو روشن ہے۔ اور ہرکارہ کا نام نانک ہے۔ اس میں عربی میں لکھا تھا کہ ھذا مسیح صادق۔ ایک اور آدمی کا نام بھی لیا بعدہ آنکھ کھل گئی۔ بیدار ہوا تو کوئی خط ہاتھ میں نہ تھا اس کے کچھ عرصہ کے بعد مولوی فضل کریم صاحب (کلرک صدر انجمن احمدیہ قادیان) نے قادیان سے خط لکھا (یہ صاحب حضرت صاحب کی وفات کے بعد خفیہ کابل چلے گئے تھے) کہ دو ماہ کے اندر اندر آکر بیعت کرلو۔ چنانچہ بعد میں میں نے بیعت کرلی۔ جب میں قادیان گیا تو میرے دل میں یہی خیال تھا۔ کہ وہاں ٹیلیفون ہے اور پولیس ہے اور اس کو قادیان میں داخل ہونے دیتے ہیں جو بیعت کا وعدہ کرے۔ لیکن جب میں گیا تو وہاں نہ کوئی ٹیلیفون تھا نہ پولیس۔ اور نہ ہی کسی نے مجھ سے نام پوچھا۔ آخر ادھر ادھر پھرتا رہا۔ بعدہٗ حضرت صاحب کے ساتھ سیر کے واسطے چلا گیا۔ واپس آئے۔ تو آپ نے آنکھ بھر کر مجھے دیکھا۔ جس سے میرے اندر ایک بجلی کی سی رو جاری ہوگئی۔ اور میں مسجد میں آگیا اور بیعت کرلی۔ حضرت صاحب کا چہرہ گول اور صاف تھا۔ جتنا میں آپ کو دیکھتا اتنا ہی آپ کے چہرہ سے نور کی شعاعیں نکلتی ہوئی نظر آتیں۔ عبدالحکیم کے متعلق فرمایا کہ ۱۴ سال کا عرصہ ہوا جس عرصہ میں ایک آدمی صاحب اولاد ہو جاتا ہے۔ اب بھی وہ مجھے جھوٹا قرار دیتا ہے۔ ۱۶ $\frac{11}{44}$

مولوی عمرالدین صاحب ساکن کھاریاں عمر ۵۵ سال بیعت ۱۹۰۵ء

میں بعد حلف ہوکر بنقاب کے بیان کرتا ہوں۔

بیعت سے قبل خواب میں دیکھا کہ شمال کی طرف جا رہا ہوں۔ ایک چشمہ دیکھا جس سے نور کے چمکارے نکل رہے ہیں۔ پوچھنے پر کسی نے کہا کہ محبوب سبحانی کا ہے۔ پھر مشرق کی طرف منہ کرکے گیا تو ایک سڑک دیکھی جو مشرق سے آتی ہے اور مغرب کو جاتی ہے سڑک پر کچھ راہگذر ہیں۔ ان سے پوچھا کہ آپ کدھر جا رہے ہیں۔ تو انھوں نے کہا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے لوگ جا رہے ہیں۔ میں نے سڑک پر ایک آدمی کو دیکھا۔ اس نے مجھے کہا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنی ہے۔ تو میرے پیچھے آؤ۔ وہ سڑک سے ایک طرف جنوب کی طرف چلا۔ آخر ایک عظیم الشان مکان پر آیا ہم اس کے مغربی طرف سے گذرے ہیں جس کے باہر کے دروازہ کا رخ مشرق کی طرف ہے۔ اور ایک بڑا ہجوم ہے وہ شخص جو مجھے لایا تھا اس نے اشارہ کیا کہ وہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت نبی کریم وعظ فرما رہے تھے۔ میں جب گیا تو آپ بیٹھ کر دعا مانگنے لگے میں نے بھی پاس جاکر عرض کی کہ میرے لئے بھی دعا فرمائیں اس کے بعد میں بیدار ہوگیا۔ اسوقت مجھے کامل یقین ہوگیا کہ **یہی مسیح اور مہدی ہیں**۔ اور جب میں نے حضرت صاحب کی بیعت کی تو معلوم کیا کہ ظاہری حلیہ بھی حضرت سے بالکل ملتا جلتا تھا الحمدللہ علیٰ ذالک میں نے آپ کی بیعت کرلی۔ ۱۶ $\frac{11}{44}$

حکیم محمد قاسم صاحب ساکن لالہ موسیٰ عمر ۶۳ سال بیعت ۱۹۰۳ء قادیان جاکر بیعت کی۔

بعد حلف ہوکر بنقاب کے بیان کرتا ہوں کہ:—

میں نے خواب میں بیعت سے قبل ایک درندے کو دیکھا جو آگ سے بنا ہوا تھا۔ اور بھاگا ہوا آتا تھا۔ آخر درختوں کی چوٹیوں کے پاس آکر وہ پھٹ گیا۔ اور زمین میں ہر طرف آگ پھیل گئی۔ سب لوگ بھاگنے لگے۔ میں بھی بھاگا۔ راستہ میں جو گاؤں آتا چھلانگ لگاتا اور اس کے پار ہو جاتا آخر ایک دراز قد سفید ریش سفید لباس کے انسان کو دیکھا (جو بعد میں اپنی ہمشیر کی خواب سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے) انھوں نے کیفیت پوچھی میں نے اپنی غرض بیان کی۔ کہ منشاء ہے کہ کسی طرح اس آگ سے بچکر گھر پہنچ جاؤں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا اسوقت اس آگ سے کوئی گھر بچا بھی ہے؟ انھوں نے مجھے پیچھے مڑ کر دیکھنے کو کہا۔ مڑ کر دیکھا کسی گاؤں میں ایک اور کسی میں دو گھر آگ سے محفوظ ہیں اور وہ آسمان تک محفوظ ہیں۔ اور ان میں رہنے والے بے خوف اپنا کام کر رہے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں تو کہا کہ یہ لوگ **حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے ماننے والے ہیں**

میں نے کہا کہ میں بھی مان لیتا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ آگ سے ڈر کر؟ میں نے کہا کہ میں محقق تھا۔ آج پھر ان کی صداقت ثابت ہوگئی ہے۔ آج میں نے مان لیا۔ بعدہٗ آنکھ کھل گئی یہ خواب اخبار بدر میں بھی شائع ہو چکی ہے۔ اس کی تعبیر حضرت صاحب سے پوچھی تو فرمایا یہ طاعون ہے

میری اہلیہ سخت بیمار تھی۔ مولوی برہان الدین صاحب جہلمی میرے پھوپھا تھے۔ انھوں نے مجھے کہا کہ حضرت صاحب کو اطلاع دینا۔ میں نے حضرت صاحب سے عرض کی انھوں نے فرمایا کہ مجھے خط لکھ کر سناؤ۔ یہاں تک کہ آپکی بیوی اچھی ہو جاوے۔ میں نے دو تین خط لکھے پھر خاموش ہوگیا۔ لیکن برہان الدین صاحب جہلمی نے کہا کہ خط کیوں نہیں لکھتے؟ میں نے کہا کہ کہیں حضرت صاحب یہ نہ سمجھیں کہ میں نے شاید ان کو اپنی بیوی کی خاطر قبول کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ یہ لوگ ابر رحمت ہوکر آتے ہیں باقاعدہ خط لکھو۔ چنانچہ میں نے آٹھ خط منگائے اور ہر جمعہ کے دن خط ڈالدیتا تھا۔ سات خطوں کے بعد میری بیوی بالکل تندرست ہوگئی۔ خدا نے لڑکا بھی دیا اس کا نام حضرت صاحب نے محمد اسلم رکھا۔ وہ دو سال تین ماہ ۲۰ دن کا ہوکر فوت ہوگیا

ہم حضرت صاحب کو مٹھی چاپی بھی کرتے تھے۔ حضرت صاحب کا جسم بہت سخت تھا جیسے پہلوانوں کا جسم ہوتا ہے

میرے والد صاحب غلام نبی صاحب ساکن قلعہ دار ضلع گجرات متصل شادیوال نے جہلم میں حضرت صاحب کی بیعت کی۔ وہ لوگوں کو بکرے کھلاتے اور یہ کہتے :- کہ

لوگو! یہ خدا کا نبی ہے

تمہیں کیوں نظر نہیں آتا۔

ایک نائی جو امرتسر کا تھا اس نے شکایت کی کہ لوگوں نے میری مخالفت کی ہے۔ کوئی مجھ سے کھانا نہیں پکواتا۔ اور نہ ہی حجامت بنواتا ہے۔ آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ

یہ زمین تیری اور تیرے مریدوں کی ہے

جہلم میں مجسٹریٹ سنسار چند تھا۔ حضور کو اس عدالت میں کرسی ملی۔ ان دنوں تحصیلدار غلام حیدر تھا

اسوقت کسی نے بیان کیا کہ سنسار چند مجسٹریٹ نے کہا کہ اگر میرے پاس آپ کا مقدمہ نہ ہوتا تو میں آپ کے جائے قیام پر حاضر ہوتا۔ (نومبر ۱۹۰۲ء)

حکیم نبی بخش صاحب ساکن لالہ موسیٰ۔ بیعت ۱۹۰۲ء عمر ۸۴ سال۔

خاکسار جہلم بھی گیا۔ لاہور بھی حضرت صاحب کی زندگی میں گیا۔ اور قادیان بھی حضرت صاحب سے ملاقات کی جہلم کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ جب ہم حضرت صاحب کو مٹھی چاپی کرتے تھے۔ اور حضور چارپائی پہ تھے جب کبھی کوئی آتا حضور ان کو اپنی چارپائی پر بٹھاتے ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہونچی کہ حضور زمین پر آ رہے دیکھا تو **حضور زمین پر کھڑے تھے** سب پشیمان ہوئے اور سب اٹھ کھڑے ہوئے حضور کو پھر چارپائی پر بٹھایا

جہلم میں ایک دفعہ حضرت صاحب کو دودھ پیش کیا گیا۔ حضور نے ایک ہی گھونٹ پیا تھا کہ ایک دوسرے آدمی نے اوپر سے لے لیا۔ ہم بھی اس سے چھیننے کے لئے دوڑے۔ آخر مولوی برہان الدین صاحب نے اس کے ہاتھ سے وہ گلاس چھین لیا۔ اور اسے ایک بڑے برتن میں جس میں پانی تھا انڈیل دیا۔ اور کہا کہ اب اس کو پیو

حضرت صاحب کی واپسی پر حسن محمد ٹھیکیدار کے گھر پیدل بازار ہو کر گئے۔ حضور کی پگڑی سفید تھی۔

جہلم میں حضرت صاحب کو کرسی ملی۔ بازار سے گذرتے ہوئے حضور نے اپنے منہ کے سامنے کپڑا رکھا ہوا تھا۔ جہلم اسٹیشن پر ایک انگریز اور میم کو دیکھا۔ جو حضور کی تصویر لینے کی کوشش میں تھے۔ لیکن ہجوم کی وجہ سے وہ آپ کی تصویر نہ لے سکے۔ انھوں نے کہا کہ ہم لاہور سے اس کام کے لئے آئے ہیں۔ لیکن راستے میں ہمیں بالکل موقع نہیں ملا۔

سردار محمد علی صاحب پنشنر جمعدار و یٹرنری ساکن جوڑہ ضلع گجرات۔ بیعت اپریل ۱۹۰۲ء عمر ۷۰ سال

حضرت صاحب کے زمانہ میں دو تین دفعہ قادیان گیا ہوں۔ جب آتھم کی میعاد گذر گئی تو فرمایا :-

ابھی ہم نے بڑے لق و دق میدان

طے کرنے ہیں۔ جس نے مجھ سے علیحدہ ہونا ہو وہ ابھی ہو جاوے۔

فرمایا :-

مجھے کوئی نہیں مار سکتا۔ زخمی کرنا علیحدہ امر ہے۔ کوئی جان سے نہیں مار سکتا

حضرت مولوی نور الدین صاحب نے ذٰلک الکتاب کا ترجمہ کیا۔ یہ کتاب ہے۔ حضرت صاحب نے تین مرتبہ فرمایا کہ یہ وہ کتاب ہے۔ یہ وہ کتاب ہے۔ یہ وہ کتاب ہے۔

شیخ خیر الدین صاحب ساکن لدھیانہ محلہ دنے والی۔ حال ساکن انجنیر سکول ضلع گجرات عمر ۶۰ سال سے زائد بیعت ۱۹۰۲ء

میں موچی کا کام کرتا ہوں۔ حضرت صاحب کو میں جوتی بنا کر دیا کرتا تھا۔ آپ کے پاؤں کا ناپ میرے پاس موجود ہے۔ آپ کا پاؤں سولھواں لکھا ہوا ہے

ایک دفعہ جب کہ میں مشن میں کام کرتا تھا مشن میں گیا۔ وہاں ایک کتاب کی سنہری جلد ہو رہی تھی میں نے پوچھا کہ یہ کیا کتاب ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس میں تمہاری تردید و بست ہو رہا ہے۔ اس کتاب کا نام تھا "مرزا غلام احمد قادیان" کوئی دو دن کے بعد گورنر نے آنا تھا۔ وہ کتاب اس کے پیش کی جانی تھی۔ میں نے وہاں سے ایک نسخہ کو لیا اور اس کی اطلاع حضرت صاحب کو دی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ وہ تمہارے کام کی نہیں ہے۔ تم مولوی محمد علی صاحب کے نام بھیجدو چنانچہ اس کا جواب مولوی محمد علی صاحب نے ریویو میں شائع کیا تھا۔

ایک دفعہ میں جب جوتی لے کر گیا۔ حضرت صاحب لیکچر سے فارغ ہو کر گئے۔ تو قاضی خواجہ علی صاحب نے مجھے پیش کیا۔ جوتی سادہ مڑی (کھال کی سرخ رنگ) کی تھی۔ حضرت صاحب تھکے ہوئے تھے میاں بشیر احمد صاحب کے مکان پر گئے۔ اور فرمایا کہ اس جگہ جوتی لے کر آنا۔ وہاں ایک خادمہ تھی اس کو فرما گئے۔ کہ جب بھی کوئی آدمی کوئی چیز لائے اس کی مجھے اطلاع دینا۔ اور میرے پاس لے آنا۔ چنانچہ جب میں گیا تو وہاں حضرت صاحب نہ تھے۔ تب مجھے افسوس ہوا۔ اتنے میں خادمہ نے پیغام دیا میں نے خادمہ کو جوتی دے دی۔ خادمہ مجھے کہ ٹھیر اجی۔ کیونکہ آپ کا ارشاد تھا۔ آخر آپ نے دودھ پیا اور اپنا بقیہ دودھ میرے واسطے بھیجا۔ مینے پیا اس میں میٹھا زیادہ تھا۔

ایک دفعہ حضرت میرزا حمد نواب صاحب اور حضرت صاحب کے لئے سنہری کی جوتی لے کر گیا۔ آپ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے تھے۔ میں نے پیش کی۔ اسوقت کسی نے آپ کو دیسی سوت کی جرابیں بھی پیش کی تھیں اسے بھی آپنے پہنا ہوا تھا۔ میں نے جوتی پیش کی اسے بھی آپنے پہن لیا۔ جوتی سے حضور کے پاؤں اکٹھے ہونے لگے۔ تکلیف ہونے لگی۔ لیکن آپ نے مجھے کچھ نہیں فرمایا۔ میں نے آپ کی تکلیف کو دیکھ کر عرض کی واپس دے دیں۔ کلبوت (شکنجہ) دیدیں تب آپ خوش ہو گئے اور واپس دے دی۔ میں نتھا موچی کے پاس گیا اس سے کلبوت دلوایا۔ پھر آپ کو دیدی حضور خوش ہو گئے۔

پہلی دفعہ جب ناپ لے کر گیا۔ اور خاکسار نے پوچھا کہ حضور کیسی جوتی پہنیں گے۔ مولوی عبد الکریم صاحب نے کہا آپ جیسی لے آئیں گے حضور کے زیب پا فرما دیں گے میں سیاہ رنگ کی کھلی زری کی جوتی لے کر گیا۔

ایک دفعہ چندو لال مجسٹریٹ کے متعلق حضور نے فرمایا جبکہ کرم الدین کا مقدمہ پیش تھا کہ

"میں چندو لال کو عدالت کی کرسی پر نہیں دیکھتا"

حضرت صاحب لدھیانہ میں شہزادہ عبد المجید صاحب کے محلہ میں رہا کرتے تھے۔

میں گورداسپور میں کرم الدین کے مقدمہ میں حضور کے ساتھ رہا۔ جاتی دفعہ خواجہ کمال الدین صاحب کے ساتھ ان کی کتابیں اٹھا کر لے جاتا۔ اور آتی دفعہ چندو لال کے ساتھ تھا کہ اس کی باتوں کو سنوں۔ کیونکہ وہ ہمارے لدھیانہ کا رہنے والا تھا۔ ایک دفعہ چند ایک غیر احمدیوں نے کہا کہ حضور چندو لال کا ارادہ آپ کو قید کرنے کا ہے۔ آپ دری پر بیٹھے تھے۔ اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ میں تو چندو لال کو عدالت کی کرسی پر نہیں دیکھتا۔

چنانچہ آخر وہ اس عہدہ سے تنزل ہو کر ملتان تبدیل ہو گیا۔

اگلے دن دیکھا تو چندو لال کی بجائے آتما رام تھا۔ اور وہ بھی خطرناک تھا چندو لال پنشن پا کر لدھیانہ آیا۔ آخر یہاں تک حالت ہو گئی کہ دو پیسہ کا سودا بازار سے خود جا کر لاتا۔ اور پاگل ہو کر مرا۔

آتما رام نے بھی ارادہ کیا کہ آپ کو ایک ماہ کی قید کر دے۔ اور چند ایک علماء سور اپنے ساتھ مل کے فیصلہ لکھوا کر بھی آ گئے۔ ان میں اخبار عام کا ایڈیٹر بھی تھا۔ اس نے آ کر جلدی ہی اپنے اخبار کے ٹائیٹل پر یہ خبر درج کی کہ لاہور میں افواہ ہے کہ مرزا ۱۸۲ دن کے لئے قید ہو گیا ہے۔

جب یہ اخبار آتما رام کو پہنچی۔ تو وہ بڑا گھبرایا آخر اس نے اپنے گرد پہرا بٹھایا اور اس دن ۲ بجے شام بروز ہفتہ حضرت صاحب کے متعلق فیصلہ سنایا اور جرمانہ کیا۔ خواجہ کمال الدین صاحب اندر گئے۔ اسوقت جرمانہ ادا کر دیا۔

حضرت صاحب نے اس فیصلہ کو سنا تک نہیں۔ آخر حضرت صاحب باہر ہی سے واپس آ گئے اور اندر سے کہا گیا کہ چلو چلو فیصلہ ہو گیا ہے۔ آپ وہاں سے ہی واپس آ گئے۔ اس مقدمہ میں کسی نے کہا کہ آتما رام تو کہتا ہے کہ شکار تو اب میرے قبضہ میں آیا ہے۔ آپ اسی طرح اٹھ کھڑے ہوتے اور فرمایا کہ "ہاں۔ لیکن شیر کا"۔ کرم الدین کو ۴۰ روپیہ جرمانہ ہوا تھا۔

مستری جمال الدین صاحب ساکن سعد اللہ پور ضلع گجرات عمر ۶۲ سال ۱۹۰۱ء میں مینے خواب دیکھی۔ ۱۰ بجے کا وقت تھا۔ تین شخص دیکھے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یہ کون ہیں کسی نے کہا کہ یہ رسول ہیں۔ میں نے نشانی رکھی گلاب کے پتے کے نچلے حصے کی زردی کو کہ آپ کا رنگ اس جیسا ہے۔ میں نے اس کو آپ کے رخسار کے رنگ سے ملایا تو وہی رنگ تھا پھر کسی نے مجھے جگا دیا۔

جب حضرت صاحب جہلم آئے تو میں بھی وہاں گیا میں نے حضرت صاحب کو دیکھا پہلی دفعہ تسلی نہ ہوئی کیونکہ آنکھ کو نظر کر کے دیکھ نہ سکا آخر دوبارہ اور پھر سہ بارہ دیکھا تو چہرے کے رنگ کا اچھی طرح مقابلہ کیا تو بالکل وہی رنگ جو خواب میں دیکھا تھا۔ پھر آخر کار دوسرے دن جہلم میں بیعت کر لی

روایات جناب مفتی فضل الرحمٰن صاحب طبیب کی زبان قلم سے

مسیح موعود کی آمد کی پیشگوئی

میں بچپن میں چنیوٹ کے ایک سید صاحب کا مرید تھا۔ وہ نیک آدمی تھے۔ ان کی غذا بہت کم تھی ایک پیالہ دودھ پر ایک دن رات گزارہ کیا کرتے تھے۔ بشرطیکہ وہ باوضو دوہا گیا ہو۔ ورنہ ان کو وہ ہضم نہ ہوتا تھا۔ مینے خود بھی اس کا ایک دفعہ تجربہ کیا۔ اور وہ دودھ ان کو قے ہو کر نکل گیا۔ مجھے وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ آپ کو شرق کی طرف فیض پہنچے گا۔ ہم سے تم فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ ہمارے تو تم برائے نام مرید ہو۔ یہ غالباً ۱۸۸۸ء کا واقعہ ہے اس سال میں جموں گیا۔

قادیان کا سفر

میرے والد صاحب نے میری شادی کی تحریک حضرت مولوی صاحب کے ہاں کی ہوئی تھی۔ حضرت مولوی صاحب کا منشا تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مشورے سے میری شادی منظور کریں۔ مجھے فرمایا کہ تم فقراء سے بہت ملتے ہو۔ ایک فقیر ہم بتاتے ہیں ان سے ملو۔ مینے کہا کہ بہت اچھا۔ اور قادیان کو روانہ ہو پڑا۔

حضرت مولوی صاحب نے حکیم فضلدین صاحب مرحوم کو لکھا کہ آپ فضل الرحمٰن کو لے کر قادیان جائیں اور راہ کی ہدایات بھی لکھدیں اور یہ بھی لکھدیا کہ اس غرض کے لئے فضل الرحمٰن کو بھیج رہا ہوں۔

حکیم صاحب نے مجھے ہمراہ لیا۔ اور ایک اور لڑکا بھی ہمراہ تھا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ اسوقت ہم نے قادیان تک ایک آنہ فی سواری ادا کیا تھا اور یکہ والا سب راہبروں سے پوچھتا آتا تھا کہ قادیان کدھر ہے اور کہاں ہے؟

ہمکو قادیان میں سب سے پہلے حافظ حامد علی صاحب ملے انھوں نے حکیم فضلدین صاحب سے پوچھا کہ فضل الرحمٰن کون ہے۔ انھوں نے میری طرف اشارہ کیا۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اطلاع دیگئی۔ حضور باہر تشریف لے آئے۔ حضور نے مجھے گلے لگایا۔

۱۸۹۱ء میں میری شادی ہو گئی اور اسی سال مینے بمقام لاہور حضور کی بیعت کی۔

بیعت کے بعد میں جموں چلا گیا۔ پھر شاہپور چھاؤنی میں ملازم ہو گیا۔ مولوی صاحب نے ملازمت چھوڑ دی اور آپ بمع اہل و عیال قادیان آ گئے ۱۸۹۴ء سے لے کر ۱۸۹۵ء تک میں نے اتنی ترقی کی کہ میں نائب تحصیلدار ہو گیا

اس سال میری بیوی نے خواب میں دیکھا کہ میرا دوپٹہ اُڑ گیا۔ حضرت صاحب نے سُن کر فرمایا کہ فضل الرحمٰن کو بلانے تار دیا گیا۔ میں وہاں تپ محرقہ سے بیمار تھا۔ تاہم میں آ گیا۔ اور ایک مہینہ میں اچھا ہو گیا۔ پھر چلا گیا اور پانچ چھ دن ہی کام کیا تھا کہ پھر بیمار ہو گیا۔ اور پھر واپس آ گیا۔ اب پھر اچھا ہو کر جب جانے لگا تو حضور نے فرمایا

"میاں تم وہاں بیمار ہو جاتے ہو یہیں رہو" مینے یہ سُن کر استعفیٰ دے دیا۔

حضور کی دعا کا کرشمہ

۱۸۹۷ء میں جبکہ میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے ٹیچرز میں سے ایک تھا مجھے ٹائیفائڈ ہوا اور اکیس دن کے بعد مولوی صاحب مجھے دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔ مولوی قطب الدین صاحب ان کے ساتھ تھے حضرت مولوی صاحب نے مولوی قطب الدین صاحب کو کہا کہ اس کے بچنے کی اب کوئی اُمید نہیں ہے۔ میری ساس سُن رہی تھی وہ دوڑی دوڑی حضرت صاحب کے پاس گئی کہ فضل الرحمٰن آج بہت بیمار ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب سے کہو کہ توجہ سے علاج کریں وہ کہنے لگی کہ مولوی صاحب تو نا اُمید ہیں۔ حضور نے فرمایا

ابھی تو مینے اس سے بہت کام لینے ہیں میں دعا کرتا ہوں وہ اچھا ہو جائے گا۔ تو سر اُٹھاؤں گا۔

صبح کیوقت حضور نے ماسٹر عبد الرحمان صاحب کو بھیجا کہ جاؤ فضل الرحمان کا پتہ لاؤ۔ مجھے تسلی دیگئی ہے کہ وہ اچھا ہے

ماسٹر صاحب نے مجھے دیکھا تو ان کو بتایا گیا کہ مجھے خون کے دست آئے ہیں۔ مگر میں حضور کی دعا سے اچھا ہو گیا ان ہی دنوں تریاق الٰہی تیار ہوا تھا۔ حضور نے اس میں سے بہت سا مجھے دیا۔ جو میں عرصہ تک کھاتا رہا۔

مقدمہ کرم دین

مقدمہ کرم دین میں میرا معمول یہ تھا کہ میں روزانہ اپنی گھوڑی پر گورداسپور جاتا اور کارروائی سُن کر آ کر حضور کو اطلاع دیتا۔

ایکروز جب میں واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ خان محمد خان صاحب کپورتھلوی یہاں آئے ہوئے تھے ان کو مجھ سے بڑی محبت تھی۔ شام کو جب آیا تو وہ مجھے ملے۔ پھر ہم دونوں حضرت کے پاس پہونچے اور مقدمہ کی کارروائی سنائی

تیسرے دن جب میں گورداسپور سے آیا تو خان محمد خان صاحب نے کپورتھلہ سے ایک عمدہ گھوڑا میرے لئے بھیجا تاکہ میں اسپر چڑھ کر جایا کروں۔

اگلے دن جب میں گورداسپور جانے لگا تو حضور نے ایک خط مجھے دیا کہ مولوی محمد علی صاحب کو دے دینا۔ مولوی صاحب نے خط پڑھکر کہا کہ گھوڑے کا خرچ ہم دینگے آپ کوئی انتظام نہ کریں۔

جب برسات کا موسم آ گیا۔ تو گھوڑا چلنے سے رہ گیا تب میں نے یکہ پر جانا شروع کیا۔ ایکدن جبکہ میں واپسی پر سٹھیالی کے پل پر پہنچا تو یکے والے نے آگے جانے سے انکار کر دیا۔ میرے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے جب ہم بٹر پہونچے تو ایک شخص نے ہمکو روکا کہ آگے نہ جانا ورنہ ڈوب جاؤ گے۔ وہاں ایک پٹواری واقف تھا سب نے کہا کہ رات یہیں رہو۔ لیکن آپ کی کشش تھی جو مجھے قادیان آنے کے لئے مجبور کرتی تھی۔ دو بجے کے قریب میں مسجد مبارک میں پہنچا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا کون ہے؟ میں نے نام عرض کیا۔ تو فرمایا

"خوب میں تمہارا انتظار کر رہا تھا"

خدا کی قدرت کا کرشمہ

ایک دفعہ میں گورداسپور میں تھا اور حضرت اقدس بھی وہیں تھے۔ حضور نے مجھے بلایا۔ میں نیند میں تھا میں نے محسوس کیا کہ کوئی شخص پاؤں دبا رہا ہے۔ میں نے کہا کہ کون ہے؟ حضور نے فرمایا کہ فضل الرحمٰن اٹھو مولوی یار محمد صاحب ابھی قادیان سے آئے ہیں کہ محمود کی والدہ سخت بیمار ہے۔ فوراً جاؤ۔ میں نے پگڑی ڈھونڈھنا شروع کی حضور نے اپنی پگڑی مجھے عطا کی اور خط لکھ کر مجھے روانہ کیا۔ جب میں گورداسپور سے چلنے لگا تو مولوی عبد الکریم صاحب نے صبح کی اذان دی میں گھوڑے پر سوار ہو کر چل پڑا۔ خدا تعالیٰ نے گھوڑے میں اس قدر غیر معمولی طاقت پیدا کر دی کہ وہ زمین پر نہایت تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا چلا گیا۔ قادیان جب پہنچا تو اسوقت فجر کی نماز ہو رہی تھی۔ گھوڑا مسجد کے دروازے کی زنجیر سے باندھا۔ اوپر جا کر میں نے حضرت ام المومنین کو آواز دی۔ آپ نے فرمایا فضل الرحمان کیا بات ہے؟ میں نے عرض کی کہ مولوی محمد یار صاحب نے گورداسپور میں حضرت صاحب کو جا کر اطلاع دی ہے کہ حضور کی طبیعت بہت خراب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو بالکل تندرست ہوں۔ تب میں نے خط پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضور لفافہ پر یہ لکھدیں کہ میں اچھی ہوں تاکہ میں فوراً جا کر اطلاع دوں۔ حضور خط بعد میں پڑھیں۔ حضرت ام المومنین نے خط پڑھنے سے قبل لفافہ پر مجھے لکھدیا کہ میں خیریت سے ہوں۔ یہ لفافہ لے کر میں چل پڑا اور اسی رفتار سے گھوڑا اڑاتا ہوا گورداسپور پہنچا۔ عجیب بات یہ تھی کہ جب میں گورداسپور پہنچا تو اسوقت مولوی عبد الکریم صاحب نے نماز فجر سے سلام پھیرا تھا اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا تھا۔ میں نے بھی وعلیکم السلام کہا۔ حضور نے فرمایا کہ تم گئے نہیں؟ میں نے عرض کی کہ حضور ہو آیا ہوں چنانچہ رقعہ دیا۔

اس واقعہ کو معجزہ سمجھا گیا۔ اور میں بھی اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توجہ کا اثر سمجھتا ہوں۔ جس سے گھوڑے کو غیر معمولی طاقت مل گئی اور زمین کی طنابیں کھنچ گئیں اور میں جلد ہی قادیان پہنچ کر جواب لے آیا۔

ایک علاج

ایک دفعہ میری بیوی سخت بیمار ہو گئی۔ ڈاکٹر نے کہا کہ سل ہو گئی ہے۔ تب میں نے حضرت کے حضور

عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا:۔

تازہ جلیبیاں دودھ میں ڈال کر کھلایا کرو

ارایک برکات من کل طرف

ایک دن حضور نے اپنا یہ الہام بیان فرمایا ہم نے جہلم تک اس کا مشاہدہ کیا۔ گاڑی جا رہی تھی گجرات کے اسٹیشن پر ایک تحصیلدار نے کھانا منگوایا پچیس دیگیں تھیں وہ میں نے ریل کے ہر ڈبہ میں تقسیم کردیں، سب نے کھانا کھایا مگر میرے لئے نہ بچا۔ حضور نے احباب سے دریافت کیا کہ تم نے کھانا کھایا مجھ سے بھی پوچھا۔ میرے انکار پر اپنے کھانے میں سے مجھے دیا۔

غلام حید رتحصیلدار نے حضور کے لئے کوٹھی کے اوپر ایک کرسی بچھوائی۔ تاکہ بے شمار مخلوق آپ کی زیارت سے بہرہ اندوز ہوسکے۔ چنانچہ حضور کوٹھی کی چھت پر تشریف فرما ہوئے اور مخلوق خدا زیارت سے مشرف ہوتی رہی۔ یہ سن ۱۹۰۱ء کا واقعہ ہے۔

ایک معجزہ

میرا ایک لڑکا تھا وہ بہرہ اور گونگا تھا۔ مگر تھا بڑا ہوشیار۔ اشارے خوب سمجھ لیتا تھا۔ مجھے اس سے بہت محبت تھی۔ اسے ٹائیفائڈ ہو گیا۔ مقدمہ کے ایام تھے۔ حضور جب جانے لگے تو اسے دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔ دیکھ کر مجھے فرمایا کہ آج تم مت جاؤ یہیں رہ جاؤ بچہ زیادہ بیمار ہے۔ اسی دن بچہ فوت ہوگیا۔ مجھے بڑا صدمہ ہوا۔ تیسرے دن جب حضور واپس تشریف لائے۔ تو حضور نے مجھے فرمایا کہ میاں فضل الرحمان تمھارے بچے کا مجھے بڑا صدمہ ہے۔ مگر خدا تعالیٰ تمکو نعم البدل دے گا۔ وہ سنے گا اور دیکھے گا اور بولے گا۔ میں نے کہا کہ حضور میری دو لڑکیاں ہیں۔ اگر اب لڑکا پیدا ہوا تو تب میں نعم البدل سمجھوں گا۔ آپ نے فرمایا: میاں اگر خدا چاہے تو لڑکیوں کا سلسلہ ہی منقطع ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ میری بیوی سے پھر کوئی لڑکی پیدا نہ ہوئی۔

سنہ ۱۹۰۵ء کا زلزلہ

سنہ ۱۹۰۵ء کے زلزلہ میں حضور باغ میں تشریف لیگئے میں نے بھی باہر جانے کی اجازت مانگی۔ چونکہ میرا بچہ مفتی فضل کریم ابھی دس دن کا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ تم شہر ہی میں رہو کوئی حرج نہیں۔ میں نے اسپر حضور کو لکھا ماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم حضور تو باہر تشریف لیگئے ہیں اور زلزلہ عذاب ہے اسپر حضور نے لکھا کہ فوراً باہر آجاؤ

میر محمد اسحٰق صاحب کی علالت

ایک دفعہ میر محمد اسحٰق صاحب جو اسوقت بچے ہی تھے مرض نمونیہ سے بیمار ہو گئے۔ ڈاکٹروں کی مجلس ہوئی مجھے بھی بلایا گیا۔ میں نے مولوی صاحب کے کان میں کہا کہ یہ دوائی دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ آرام ہو جائے گا۔ حضور نے مجھے بات کرتے ہوئے دیکھ لیا پوچھا کیا بات ہے؟ تو مولوی صاحب نے بتلایا۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا یہی دوائی دو۔ چنانچہ دوائی دیگئی اور میر صاحب کو آرام ہو گیا۔

دوسرے دن میری شکایت مولوی صاحب نے حضرت صاحب سے کردی کہ اس شخص کی تشخیص بہت بہت عمدہ ہے۔ مگر یہ طب چھوڑ بیٹھا ہے۔ حضور نے ایک وقت نکال کر مجھے وعظ کیا اور فرمایا:۔

اماما ینفع الناس فیمکث فی الارض

فرمایا میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم طب کرو کہ تمہارے ہاتھ میں شفا ہوگی۔

تب میں نے یہ پیشہ اختیار کر لیا۔

میری بیوی کو سل ہو گئی!

ایک دفعہ میری پہلی بیوی کو سل کی بیماری ہو گئی میں نے حضور سے دعا کی درخواست کی اور حالت بتلائی حضور نے فرمایا کہ

ہمارا خدا ئے پھیپھڑے بنا سکتا ہے۔

چنانچہ بعد میں اُس کو پھر کھانسی نہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی حالت کو بدل دیا

شفاء الامراض کا ایک اور معجزہ

ایک سخت بیماری میں میری بیوی بیمار ہو گئی۔ اس بیماری میں قادیان کی بہت سی عورتیں بیمار ہو کر مر گئی تھیں۔

میں نے حضور سے عرض کیا اور حالت بتلائی حضور نے فرمایا

بیماری سخت ہے دس رتی کونین دیدو اور ایک گھنٹہ کے بعد اطلاع دو

میں نے ایک گھنٹہ کے بعد اطلاع دی کہ کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ

دس رتی ہینگ دے دو

تب بھی فائدہ نہ ہوا۔ پھر فرمایا

دس رتی مشک دے دو

میں نے عرض کی کہ حضور مشک کہاں سے لاؤں حضور نے بہت سی مشک عطا فرمائی۔ لیکن اس سے بھی آرام نہ ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ

دس تولہ کسٹرائیل دے دو

اس سے ایک سخت قے آئی اور آنکھیں باہر نکل آئیں میں سخت گھبرا گیا۔ اسوقت رات کے ۲ بجے تھے میں تیزی سے سیڑھی پر چڑھ رہا تھا۔ حضور نے میرے پاؤں کی آہٹ سن کر فرمایا

میاں فضل الرحمٰن کیا ہے؟

میں نے کہا کہ حالت نازک ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

یہ تو دنیا کے ہتھیار تھے۔ اب آخری ہتھیار دعا باقی ہے۔ جاؤ تسلی رکھو۔ میں اسوقت سر اٹھاؤں گا جب وہ تندرست ہو جائیگی۔

چنانچہ میں مطمئن ہو کر گھر واپس آیا اور چادر اوڑھ کر سو رہا۔ صبح کو جب آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا۔ کہ وہ اپنے برتنوں کو درست کر رہی تھی۔

ایک اور واقعہ

ایک دفعہ عید کا دن تھا میں صبح ہی صبح حضور کے دروازہ پر کھڑا ہو رہا۔ کیونکہ میرا لڑکا مفتی فضل کریم بیمار تھا۔ حضور کے حکم سے حکیم فضل دین صاحب اور ڈاکٹر محمد حسین شاہ اسے دیکھنے گئے۔ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب نے کہا کہ اس کی حالت اچھی نہیں ہے۔ اب دوائی وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضور کو جب علم ہوا تو تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور ڈاکٹر کہتے ہیں اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں۔ حضور نے فرمایا:۔

کیوڑہ وغیرہ پلاؤ ہم دعا کرتے ہیں۔

چنانچہ وہ بچہ جس کے متعلق ڈاکٹر مایوسی کا اظہار کر چکے تھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھا ہو گیا۔ اور اب تک زندہ برسر روزگار موجود ہے اللہ تعالیٰ اس کی زندگی میں برکت دے۔

حضور کی مہربانی کا ایک واقعہ

ایک دفعہ ایک بڑا آدمی جو ڈپٹی تھا آیا اور اس نے حضرت مولوی صاحب سے خواہش ظاہر کی کہ مجھے حضرت صاحب سے ملا دو۔ انھوں نے فرمایا کہ میں ملا تو نہیں سکتا۔ اتنے میں میں آ گیا مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہاں یہ شخص آپ کو ملا سکتا ہے

میں ڈپٹی صاحب کو لے کر حضور کی سیڑھیوں میں آ گیا۔ میں نے آواز دی حضور باہر تشریف لے آئے۔ اور ڈپٹی صاحب سے ملاقات کی بعض لوگوں نے کہا کہ تم حضرت صاحب کو تکلیف دیتے ہو۔ ان کو بار بار باہر آنا پڑتا ہے۔ کسی نے کہا کہ تم نے تو حضرت صاحب پر جادو کر دیا ہے میں نے یہ دونوں باتیں حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کر دیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

پہلی قسم کے لوگوں کو کہدو کہ جب وہ تکلیف محسوس نہیں کرتے۔ تو تم کو کیوں تکلیف ہوتی ہے۔

اور دوسری قسم کے آدمیوں کو کہدو کہ تم بھی جادو کر لو۔

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیجیئے گا۔

(منیجر)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات

(سلسلہ کے لئے دیکھئے اخبار الحکم ۱۴ر جون ۱۹۳۵ء)

سورہ العصر میں دو سلسلوں کا ذکر

میں پھر اپنے اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ سورہ والعصر میں دو سلسلوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک ابرار و اخیار کا سلسلہ ہے اور دوسرا اشرار کا۔ کفار اور فجار کے سلسلہ کا ذکر یوں فرمایا ان الانسان لفی خسر اور دوسرے سلسلہ کو اس طرح پر الگ کیا الا الذین اٰمنو وعملو الصلحت یعنی ایک وہ ہیں جو خسران میں ہیں۔ مگر خسران میں مومن اور عمل صالح کرنیوالے نہیں ہیں یاد رکھو کہ صلاح کا لفظ وہاں آتا ہے۔ جہاں فساد کا بالکل نام و نشان نہ رہے۔ انسان کبھی صالح نہیں کہلا سکتا۔ جب تک وہ عقائد ردیہ اور فاسدہ سے خالی نہ ہو۔ اور پھر اعمال بھی فساد سے خالی ہو جائیں۔ متقی کا لفظ باب افتعال سے آتا ہے۔ اور یہ باب تصنع کے لئے آتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ متقی کو بڑا مجاہدہ اور کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اور اس حالت میں وہ نفس لوامہ کے نیچے ہوتا ہے۔ اور جب حیوانی زندگی بسر کرتا ہے۔ اسوقت امارہ کے نیچے ہوتا ہے اور مجاہدہ کی حالت سے نکل کر جب غالب آ جاتا ہے تو مطمئنہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ متقی نفس امارہ کی حالت سے نکل کر آتا ہے اور لوامہ کے نیچے ہوتا ہے۔ اسی لئے متقی کی شان میں آیا ہے۔ کہ وہ نماز کو کھڑی کرتے ہیں۔ گویا اس میں بھی ایک قسم کی لڑائی ہی کی حالت ہوتی ہے۔ وساوس اور اوہام آ آ کر حیران کرتے ہیں۔ مگر وہ گھبراتا نہیں اور یہ وساوس اس کو درماندہ نہیں کر سکتے وہ بار بار خدا تعالیٰ کی استعانت چاہتا ہے۔ اور خدا کے حضور چلاتا اور روتا ہے۔ یہاں تک کہ غالب آ جاتا ہے۔ ایسا ہی مال کے خرچ کرنے میں شیطان اس کو روکتا ہے اور اسراف اور انفاق فی سبیل اللہ کو یکساں دکھاتا ہے۔ حالانکہ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اسراف کرنے والا اپنے مال کو ضائع کرتا ہے۔ مگر فی سبیل اللہ خرچ کرنے والا اس کو پھر پاتا ہے۔ اور خرچ سے زیادہ پاتا ہے۔ اس لئے ہی مما رزقنٰھم ینفقون فرمایا ہے۔

[illegible]

صراط مستقیم

بات یہ ہے کہ صلاح کی حالت میں انسان کو ضروری ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کے فساد سے خواہ وہ عقائد کے متعلق ہو یا اعمال کے متعلق پاک ہو جیسے انسان کا بدن صلاحیت کی حالت اسوقت رکھتا ہے۔ جبکہ سب اخلاط اعتدال کی حالت پر ہوں۔ اور کوئی کم زیادہ نہ ہو۔ لیکن اگر کوئی خلط بھی بڑھ جاتے تو جسم بیمار ہو جاتا ہے اسی طرح پر روح کی صلاحیت کا مدار بھی اعتدال پر ہے اسی کا نام قرآن شریف کی اصطلاح میں صراط مستقیم ہے۔ اصلاح کی حالت میں انسان محض خدا ہو جاتا ہے۔ جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حالت تھی۔ اور رفتہ رفتہ صالح انسان ترقی کرتا ہوا مطمئنہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اور یہاں ہی اس کا انشراح صدر ہوتا ہے۔ جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا۔ الم نشرح لک صدرک ہم انشراح صدر کی کیفیت کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے۔

انسان کا سینہ بیت اللہ ہے اور دل حجر اسود

یہ بات بحضور دل یاد رکھو کہ جیسے بیت اللہ میں حجر اسود پڑا ہوا ہے۔ اسیطرح قلب سینہ میں پڑا ہوا ہے۔ بیت اللہ پر بھی ایک زمانہ آیا ہوا تھا کہ کفار نے وہاں بت رکھدیئے تھے۔ ممکن تھا کہ بیت اللہ پر یہ زمانہ نہ آتا۔ مگر نہیں اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک نظیر کے طور پر رکھا۔ قلب انسانی بھی حجر اسود کی طرح ہے اور اس کا سینہ بیت اللہ سے مشابہت رکھتا ہے ماسوی اللہ تعالیٰ کے خیالات وہ بت ہیں۔ جو اس کعبہ میں رکھے گئے ہیں۔ مکہ معظمہ کے بتوں کا قلع قمع اسوقت ہوا تھا۔ جب کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار قدوسیوں کی جماعت کے ساتھ وہاں جا پڑے تھے۔ اور مکہ فتح ہو گیا تھا۔ ان دس ہزار صحابہ کو پہلی کتابوں میں ملائکہ لکھا ہے اور حقیقت میں ان کی مثال ملائکہ ہی کی سی تھی۔ انسانی قویٰ بھی ایک طرح پر ملائکہ ہی کا درجہ رکھتے ہیں کیونکہ جیسے ملائکہ کی یہ شان ہے کہ یفعلون ما یؤمرون۔ اسی طرح پر انسانی قویٰ کا خاصہ ہے کہ جو حکم ان کو دیا جائے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ ایسا ہی تمام قویٰ اور جوارح حکم انسانی کے نیچے ہیں۔ پس ماسوی اللہ کے بتوں کی شکست اور استیصال کے لئے ضروری ہے کہ ان پر اسی طرح چڑھائی کی جاوے یہ لشکر تزکیہ نفس کے لئے تیار ہوتا ہے اور اسی کو فتح دیجاتی ہے جو تزکیہ کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے قد افلح من زکھا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر قلب کی اصلاح ہو جائے تو کل جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور یہ کیسی سچی بات ہے۔ آنکھ۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ زبان وغیرہ جس قدر اعضاء ہیں وہ دراصل قلب کے ہی فتوے پر عمل کرتے ہیں ایک خیال آتا ہے۔ پھر وہ جس اعضاء کے متعلق ہو۔ وہ فوراً اس کی تعمیل کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ غرض اسی خانہ کو بتوں سے پاک و صاف کرنے کے لئے ایک جہاد کی ضرورت ہے اور اس جہاد کی راہ میں تمہیں بتاتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ اگر تم اس پر عمل کرو گے۔ تو ان بتوں کو توڑ ڈالو گے۔ اور یہ راہ میں اپنی خود تراشیدہ نہیں بتاتا۔ بلکہ خدا نے مجھے مامور کیا ہے۔ کہ میں بتاؤں کہ وہ راہ کیا ہے؟ میری پیروی کرو اور میرے پیچھے چلے آؤ۔ یہ آواز نئی آواز نہیں ہے مکہ کو بتوں سے پاک کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کہا تھا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

اسیطرح پر اگر تم میری پیروی کرو گے تو اپنے اندر کے بتوں کو توڑنے کے قابل ہو جاؤ گے۔ اور اس طرح پر سینہ کو جو طرح طرح کے بتوں سے بھرا پڑا ہے پاک کرنے کے لائق ہو جاؤ گے۔ تزکیہ نفس کے لئے چلہ کشی کی ضرورت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے چلہ کشیاں نہیں کی تھیں اور نفی و اثبات وغیرہ کے ذکر نہیں کئے گئے تھے۔ بلکہ ان کے پاس ایک اور ہی چیز تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں محو تھے۔ جو نور آپ میں تھا وہ اس اطاعت کی نالی میں سے ہو کر صحابہ کے قلب پر گرتا۔ اور ماسوی اللہ کے خیالات کو پاش پاش کرتا تھا۔ تاریکی کے بجائے ان سینوں میں نور بھرا جاتا تھا۔ اسوقت بھی خوب یاد رکھو وہی حالت ہے جب تک کہ وہ نور جو خدا کی نالی میں سے آتا ہے۔ تمہارے قلب پر نہیں گرتا۔ تزکیہ نفس نہیں ہو سکتا۔ انسان کا سینہ مہبط الانوار ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ بیت اللہ کہلاتا ہے بڑا کام یہی ہے کہ اس میں جو بت ہیں وہ توڑے جائیں اور اللہ ہی اللہ رہ جائے۔ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اللہ فی اصحابی میرے صحابہ کے دلوں میں اللہ ہی اللہ ہے۔ دل میں اللہ ہی اللہ ہونے سے یہ مراد نہیں کہ انسان وحدت وجود کے مسئلہ پر عمل کرے۔ اور کتے اور گدھے کو معاذ اللہ خدا قرار دے بیٹھے۔ نہیں نہیں۔ اس سے اصل غرض یہ ہے کہ انسان کا جو کام ہو اس میں مقصود فی الذات اللہ تعالیٰ ہی کی رضا ہو اور نہ کچھ اور۔ اور یہ درجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو۔

این کیمیا کار ہا دشوار نیست

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم میں علمی اور عملی تکمیل کی ہدایت ہے۔ چنانچہ اھدنا الصراط میں تکمیل علمی کی طرف اشارہ ہے

اور تکمیل عملی کا بیان صراط الذین انعمت علیہم میں فرمایا کہ جو نتائج اکمل واتم ہیں وہ حاصل ہو جائیں جیسے ایک پودا جو لگایا گیا ہے جب تک پورا نشوو نما حاصل نہ کرے اس کو پھل پھول نہیں لگ سکتے۔ اسی طرح اگر کسی ہدایت کے اعلیٰ اور اکمل نتائج موجود نہیں ہیں۔ وہ ہدایت مردہ ہدایت ہے۔ جس کے اندر کوئی نشوونما کی قوت اور طاقت نہیں ہے۔ جیسے اگر کسی وید کی ہدایت پر پورا عمل کرنے سے کبھی یہ عمل نہیں ہو سکتی کہ وہ ہمیشہ مکتی اور نجات حاصل کرلے گا۔ اور کیڑے مکوڑے بننے کی حالت سے نکل کر دائمی سرور پالے گا۔ تو اس ہدایت سے کیا حاصل۔ مگر قرآن شریف ایک ایسی ہدایت ہے کہ اس پر عمل کرنے والا اعلیٰ درجہ کے کمالات حاصل کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے اس کا ایک سچا تعلق پیدا ہونے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اعمال صالحہ جو قرآنی ہدایتوں کے موافق کئے جاتے ہیں۔ وہ ایک شجر طیب کی مثال پر جو قرآن شریف میں دیگئی ہے بڑھتے ہیں اور پھل پھول لاتے ہیں۔ ایک خاص قسم کی حلاوت اور ذائقہ ان میں پیدا ہوتا ہے۔

پس اگر کوئی شخص اپنے ایمان میں نشوونما کا مادہ نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کا ایمان مردہ ہے۔ تو اس اعمال صالحہ کے طیب اشجار کے بارور ہونے کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں صراط الذین انعمت علیہم کہہ کر ایک قید لگادی ہے یعنی یہ راہ کوئی بے ثمر اور حیران اور سرگرداں کرنیوالی نہیں ہے۔ بلکہ اس پر چل کر انسان بامراد اور کامیاب ہوتا ہے اور عبادت کے لئے تکمیل عملی ضروری شے ہے۔ ورنہ وہ محض ایک کھیل ہوگا۔ کیونکہ درخت اگر پھل نہ دے۔ خواہ وہ کتنا ہی اونچا کیوں نہ ہو مفید نہیں ہو سکتا۔ ہمارے مخالفوں کی حالت ایسی ہے جس سے سلب ایمان کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ وہ نیک کو بڑا اور ماموراللہ کو کذاب سمجھتے ہیں۔ جس سے خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ اور اب یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مامور اور مسیح موعود کے نام سے دنیا میں بھیجا ہے۔ جو شخص میری مخالفت کرنے والے ہیں وہ میری نہیں خدا تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ جب میں نے دعویٰ نہ کیا تھا بہت سے ان میں سے مجھے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اپنے ہاتھ سے لوٹا لے کر وضو کرانے کو ثواب اور فخر جانتے تھے۔ اور بہت سے ایسے بھی تھے جو میری بیعت میں آنے کے لئے زور دیتے تھے۔ لیکن جب خدا تعالیٰ کے نام اور اعلام سے یہ سلسلہ شروع ہوا تو وہی مخالفت کے لئے اُٹھے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان کی ذاتی عداوت میرے ساتھ نہ تھی۔ بلکہ عداوت ان کو خدا تعالیٰ ہی سے تھی۔ اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کو سچا تعلق تھا تو ان کی دینداری اور اتقا اور خدا ترسی کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے تھا کہ سب سے اول وہ میرے اس اعلان پر لبیک کہتے۔ اور سجدات شکر کرتے ہوئے میرے ساتھ مصافحہ کرتے۔ مگر نہیں وہ اپنے ہتھیاروں کو لے کر نکل کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے مخالفت کو یہاں تک پہنچایا کہ مجھے کافر کہا بے دین کہا۔ دجال کہا۔ افسوس ان احمقوں کو یہ معلوم نہ ہوا کہ جو شخص خدا تعالیٰ سے قل انی امرت وانا اول المومنین اور انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی

کی آوازیں سنتا ہو۔ وہ ان کی بدگوئی اور گالیوں کی کیا پرواہ کر سکتا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ ان نادانوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ کفر و ایمان کا تعلق دنیا سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے اور خدا تعالیٰ میرے مومن اور مامور ہونے کی تصدیق کرتا ہے۔ پھر ان کی بیہودگیوں کی مجھے کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔ غرض ان باتوں سے صاف پایا جاتا ہے کہ یہ لوگ میرے مخالف نہ تھے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی باتوں کی انھوں نے مخالفت کی۔ اور یہی وجہ ہے کہ جس سے مامور من اللہ کے مخالفوں کا ایمان سلب ہو جاتا ہے اب یہ صاف بات ہے کہ میرے مخالف خدا تعالیٰ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ میں اگر روشنی کی طرف آرہا ہوں اور یہ یقینی امر ہے کہ میں روشنی کی طرف آتا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ کے بے شمار نشان میری تائید میں ظاہر ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ بارش کی طرح یہ نشان آسمان سے اُتر رہے ہیں۔ تو پھر یہ بھی یقینی امر ہے کہ میرے مخالف تاریکی کی طرف جاتے ہیں۔ روشنی اور نور روح القدس کو لاتا ہے اور تاریکی شیطان کی قربت پیدا کرتی ہے۔ اور اسطرح دلی کی مخالفت سلب ایمان کر دیتی ہے۔ اور بئس القرین سے جا ملاتی ہے۔ مدعا یہ ہے کہ اصلاح تب ہوتی ہے کہ تکمیل عملی کے مراتب حاصل ہو جائیں پس سورۃ العصر میں جو الا الذین امنوا وعملوا الصلحت فرمایا ہے اس میں امنوا سے تکمیل علمی کی طرف ارشاد فرمایا اور عملوا الصلحت سے تکمیل عملی کی طرف رہبری کی۔ حکمت کے دو ہی حصے ہیں۔ ایک علم اکمل اور اتم ہو۔ دوسرے عمل اتم اور اکمل ہو۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جو لوگ خسر سے محفوظ رہتے ہیں اول وہ تکمیل علمی کرتے ہیں۔ اور پھر عمل بھی گندے نہیں کرتے بلکہ علمی تکمیل کو عملی تکمیل تک پہنچاتے ہیں اور پھر یہ کہ جب انھیں کامل بصیرت ہو جاتی ہے اور ان کے کمال علم کا ثبوت کمال عمل سے ملتا ہے۔ تو پھر بخل نہیں کرتے۔ بلکہ تواصوا بالحق پر عمل کرتے ہیں۔ لوگوں کو بھی اس حق کی دعوت کرتے ہیں۔ جو انھوں نے پایا ہے۔ اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ اعمال کی روشنی بھی دکھاتے ہیں۔ واعظ اگر خود عمل نہیں کرتا تو اس کی باتوں کا کچھ بھی اثر نہیں پڑ سکتا۔ یہ بھی قاعدہ کی بات ہے کہ اگر خود آدمی کہے اور کرے نہیں۔ تو اس کا بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ اگر زناکار زنا سے منع کرے تو اس کی اس حالت کے ثابت ہو جانے پر سننے والوں کے دہریہ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ وہ خیال کریں گے کہ اگر زناکاری واقعی خطرناک چیز ہوتی اور خدا تعالیٰ کے حضور اس ناپاکی پر سزا ملتی اور خدا واقعی ہوتا۔ تو پھر جو یہ منع کرتا تھا خود کیوں اس سے پرہیز نہ کرتا۔

مجھے معلوم ہے کہ ایک شخص ایک مولوی کی صحبت کے باعث مسلمان ہونے لگا۔ ایک روز اس نے دیکھا کہ وہی مولوی شراب پی رہا تھا۔ تو اس کا دل سخت ہو گیا اور وہ رک گیا۔ غرض تواصوا بالحق میں یہ فرمایا کہ وہ اپنے اعمال کی روشنی سے دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں۔ اور پھر ان کا یہ شیوہ ہوتا ہے تواصوا بالصبر یعنی صبر کے ساتھ وعظ و نصیحت کا شیوہ اختیار کرتے ہیں۔ جلدی جھاگ منہ پر نہیں لاتے۔ اگر کوئی مولوی اور بعض رو ہو کر امام اور رہنما بن کر جلدی بھڑک اٹھتا ہے۔ اور اس میں برداشت اور صبر کی طاقت نہیں۔ تو وہ لوگوں

کو کیوں نقصان پہنچاتا ہے۔ دوسرے یہ بھی مطلب ہے جو باتیں سننے والا صبر سے نہ سنے وہ فائدہ نہیں اٹھاتا۔ ہمارے مخالف بدبادی کا دل لے کر نہیں آتے اور صبر سے اپنی مشکلات پیش نہیں کرتے۔ بلکہ ان کا تو یہ حال ہے کہ وہ کتاب تک تو دیکھنا نہیں چاہتے۔ اور شور مچا کر حق کو ملبس کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ پھر وہ فائدہ اٹھائیں۔ ابوجہل اور ابولہب میں کیا تھا؟ یہی بے صبری اور بے قراری تو تھی۔ کہتے تھے کہ تو خدا کی طرف سے آیا ہے تو کوئی نہر لے آ۔ ان کمبختوں نے صبر نہ کیا اور ہلاک ہو گئے۔ ورنہ زبیدہ والی نہر تو آہی گئی۔ اسی طرح ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ ہمارے لئے دعا کرو۔ اور وہ مقبول ہو جائے۔ اور پھر اسی کو حق و باطل کا معیار ٹھیراتے ہیں۔ اور اپنی طرف سے بعض امور پیش کر کے کہتے ہیں کہ یہ ہو جائے اور وہ ہو جائے۔ تو مان لیں۔ لیکن آپ کسی شرط کے نیچے نہیں آتے۔ افسوس یہی لوگ ہیں جو لامخاف عقبہا کے مصداق ہیں۔ یاد رکھو صابر ہی شرح صدر کا رتبہ پاتا ہے۔ جو صبر نہیں کرتا وہ گویا خدا پر حکومت کرتا ہے۔ خود اس کی حکومت میں رہنا نہیں چاہتا ایسا گستاخ اور دلیر جو خدا تعالیٰ کے جلال اور عظمت سے نہیں ڈرتا وہ محروم کر دیا جاتا ہے اور اسے کاٹ دیا جاتا ہے۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ صبر کی حقیقت میں سے یہ بھی ضروری بات ہے کو کونوا مع الصادقین صادقوں کی صحبت میں رہنا ضروری ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جو دور بیٹھے رہتے ہیں۔ اور کہہ دیتے ہیں کہ کبھی آئیں گے اسوقت فرصت نہیں ہے۔ بھلا تیرہ سو سال کے موعود سلسلہ کو جو لوگ پالیں اور اس کی نصرت میں شامل نہ ہوں۔ اور خدا اور رسول کے موعود کے پاس نہ بیٹھیں وہ فلاح پا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں

ایں خیال است و محال است و جنوں

دین تو چاہتا ہے کہ مصاحبت ہو۔ پھر مصاحبت سے گریز ہو تو دینداری کے حصول کی امید کیوں رکھتا ہے ہم نے بارہا اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ وہ بار بار یہاں آکر رہیں اور فائدہ اُٹھائیں۔ مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ لوگ ہاتھ میں ہاتھ دے کر دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں۔ مگر اس کی پرواہ کچھ نہیں کرتے۔ یاد رکھو قبریں آوازیں دے رہی ہیں۔ اور موت ہر وقت قریب ہوتی جاتی ہے۔ ہر ایک سانس تمھیں موت کے قریب کرتا جاتا ہے۔ تم اسے فرصت کی گھڑیاں سمجھتے جاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے مکر کرنا مومن کا کام نہیں ہے۔ جب موت کا وقت آگیا تو ساعت آگے پیچھے نہ ہو گی۔ وہ لوگ جو اس سلسلہ کی قدر نہیں کرتے اور انھیں کوئی عظمت اس کی معلوم ہی نہیں ان کو جانے دو۔ مگر ان سب سے بڑھ کر بد قسمت اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا تو وہ ہے۔ جس نے اس سلسلہ کو شناخت کیا اور اس میں شامل ہونے کی فکر کی لیکن اس نے کچھ قدر نہ کی۔ وہ لوگ جو یہاں آکر میرے پاس کثرت سے نہیں رہتے اور ان باتوں سے جو خدا تعالیٰ ہر روز اپنے سلسلہ کی تائید میں ظاہر کرتا ہے نہیں سنتے اور دیکھتے وہ اپنی جگہ پر کیسے ہی متقی اور پرہیزگار ہوں۔ مگر میں یہی کہوں گا کہ جیسا چاہیئے انھوں نے قدر نہ کی

(باقی آئندہ)

زلزلہ کوئٹہ کے چشم دید حالات و تاثرات

(از جناب صوفی احمد جان صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ)

یہ لطیف مضمون زلزلہ نمبر کی اشاعت کے لئے میری درخواست پر جناب صوفی صاحب نے لکھا تھا مگر باوجود صفحات کے بڑھ جانے کے گنجایش نہ نکلی۔ اسلئے آج کے نمبر میں اسکو دے رہا ہوں (ایڈیٹر)

آہ! کوئٹہ جو کسی زمانے میں بلوچستان کا خوش سواد اور دلفریب شہر سمجھا جاتا تھا ۳۰ / ۳۱ مئی کی رات کے تین بجے قیامت خیز زلزلہ کے سانحہ سے مٹی کا ڈھیر ہو گیا۔ ہر ایک بشر کے آنکھوں کے سامنے قیامت کبریٰ کا نمونہ آگیا۔ نفسا نفسی کا ورد ہونے لگا۔ اور ایک منٹ کے اندر اندر ہزاروں بچے یتیم اور ہزاروں عورتیں بیوہ اور لوگ بے خانماں ہو گئے۔ وہ جو رات کو یاسمین کی پوشاک پہنے ہوئے تھے صبح درخشان چنار کے مثل خون میں لوٹتے ہوئے نظر آئے۔ وہ جو رات امراء کے زمرے میں قدم رکھتے تھے صبح بالکل کنگال اور مفلس ہو گئے۔ اس تباہ کن اور ہولناک منظر کا نقشہ کھینچنے سے قلم قاصر اور زبان گنگ ہے اور جن غریبوں کو یہ سانحہ پیش آیا وہ نہ صرف یہ کہ بالکل مبہوت ہو گئے۔ بلکہ بعض دماغی عارضہ کا شکار ہو گئے۔ اور خود کشی اختیار کر لی۔ سو فیصدی مکانات شہر کوئٹہ میں ختم ہو کر مٹی کا ڈھیر ہو گئے۔ اور ہزارہا نفوس دیواروں اور چھتوں کے نیچے آکر دب گئے۔ اور ان میں بیشتر حصہ اس دار فانی سے عالم جاودانی کو سدھارا اور حقیقۃ الامر تو یہ ہے کہ جو مر گئے وہ تو مر گئے۔ لیکن وہ سب اپنے رشتہ داروں کو زندہ درگور کر گئے ایک بڑا حصہ ملٹری امداد کے پہنچ جانے سے بچ گیا۔ چونکہ صوبہ سرحد پنجاب اور سندھ کی آبادی کثرت سے تھی۔ ملازمت۔ تجارت اور صناعی کی خاطر مختلف علاقوں سے آکر لوگ یہاں مقیم تھے اور موسم بہار اور موسم گرما میں تو آبادی بہت ہی بڑھ جاتی ہے اسلئے صحیح اندازہ اموات کا لگانا قریباً ناممکن ہے۔ عام طور پر

۷۵	فیصدی	اموات
۱۵	"	شدید مجروحین
۸	"	خفیف مجروحین
۲	"	بچنے والوں

کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ گویا سندھ۔ سرحد اور پنجاب کے ہر اضلاع اور اکثر دیہات میں صف ماتم بچھ گئی اور اہالیان کوئٹہ جن کی آمد کا ایک حصہ ان صوبوں کے غریب گھرانوں کے پرورش کا ضامن تھا۔ خود بھی تباہ ہو گیا۔ اور دوسروں کو بھی تباہی میں ڈال گیا۔

صوبہ بہار میں بھی زلزلہ آیا۔ لیکن کوئٹہ اور بہار کا کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ بہار کا زلزلہ دن کیوقت آیا۔ اور اس میں صرف مقامی لوگ آباد تھے۔ برخلاف اس کے کوئٹہ کا زلزلہ رات کے تین بجے آیا۔ جبکہ لوگ خواب غفلت میں سو رہے تھے۔ قریباً ۹۹ فیصدی لوگ بیرونی علاقوں کے بسلسلہ روزگار مقیم تھے۔ اسلئے اس زلزلہ کا اثر نہ صرف کوئٹہ پنجاب سرحد سندھ اور ہندوستان کے دوسرے شہروں پر پڑا۔ بلکہ بعض انگریزوں کی جانیں ضائع جانے کی وجہ سے ولایت پر بھی پڑا۔

اے بھائیو! اس جانکاہ واقعات کی تفصیل آپ اخبارات میں مطالعہ فرما چکے ہونگے۔ لیکن ماضی کے بعد ہمکو مستقبل پر غور کرنا ضروری ہے۔ تا جس وجہ سے یہ غضب الٰہی ظہور کا اس کا تدارک کیا جا سکے۔

مندرجہ ذیل امور قابل عبرت ہیں:-

(۱) قبل اس کے انسان رات کو سوئے وہ اپنا محاسبہ کرے کیونکہ معلوم کب آخرت کے لئے بلاوا آنیوالا ہے (۲) انسان اپنی موت کو یاد رکھے۔ اور اگر یاد رکھے گا تو ضرور ہے کہ وہ اپنے اعمال میں نیک تبدیلی پیدا کر سکے گا (۳) خشیۃ اللہ پیدا کرنے کی سعی کی جاوے۔ کیونکہ اس کے بغیر انسان خدا اور اس کے احکامات کی تعمیل سے قاصر رہ جاتا ہے (۴) اپنے سینہ کو ہر قسم کی کدورتوں سے پاک کرے کیونکہ قلب کی صفائی رضاء الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ (۵) ان تمام امور میں حد سے غضب الٰہی بھڑکتا ہے اصلاحی قدم اٹھایا جا سکے۔ (۶) ایک بڑا اور ضروری امر یہ ہے کہ وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے نور ہدایت سے منور ہونے کی توفیق بخشی ہے۔ وہ اٹھیں۔ ہمت کریں۔ اور اپنے دوسرے گم گشتہ بھائیوں کو آستانہ الوہیت پر لا کھڑا کرنے کی سعی کریں۔ کیونکہ بدوں اس کے پیدائش کی غرض کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔

اللہ رحم کرے اس گروہ پر جو اب بھی شیطان کا آلہ کار بنا ہوا ہے۔ اگر وہ اسوقت وہاں موجود ہوتا جب کہ یہ سانحہ پیش آیا تو شاید شرارتوں سے باز آجاتا اور اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتا۔ لیکن اگر وہ اب بھی عبرت نہ پکڑے گا۔ تو وہ اپنے عاصیانہ پیمانہ کو جلد لبریز کر کے مورد عتاب الٰہی ہو جائے گا

سرکاری امداد کے علاوہ جو نہایت قابل قدر تھی اس موقعہ پر ہر مذہب و ملت کے لوگوں نے جس طرح مجروحین کوئٹہ سے اظہار ہمدردی کیا وہ اخلاص کا پورا نمونہ تھا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ہولناک نظارہ کے وقوع میں آنے کے بعد اپنے اندر نیک اور پاک تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

عدو ناکام

(از جناب عبد الحکیم صاحب احمدی)

حالات حاضرہ کا چونکہ ایک ہجوم دل پر تھا۔ بندہ نے یہ چند خیالات الفاظ میں لکھے ہیں۔ نظم نویسی سے مجھے کوئی مس نہیں لیکن دل نہیں رکتا۔ اگر جناب اس قابل سمجھیں تو الحکم کے کسی پرچہ میں شائع فرما دیں تا دوسرے احباب بھی اپنے اندر یہ جذبہ محسوس کریں۔ خدا تعالیٰ جناب کو جزائے خیر دے اور خدمت سلسلہ کی بڑھ چڑھ کر توفیق عطا فرمائے آمین۔ میری صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ والسلام (شیخ عبد الحکیم احمدی از شملہ)

یہ صدقہ ہے مرے محمود کی دور خلافت کا — کہ اک سیل رواں ہر چار سو حق کی صداقت کا

بھلا کینہ وروا حق کو کبھی مٹتے بھی دیکھا ہے — تو پھر کیا فائدہ حاصل تمہیں حق سے عداوت کا

تیری کینہ وری خود تیرے خرمن کو جلا دیگی — نہیں خدشہ ہمیں تیری ضلالت کا جہالت کا

خدا کا دین پھیلے گا خدا کا نور چمکے گا!!!

عدو ناکام پائیگا ثمر اپنی جسارت کا۔

ارے احرار واقف تو نہیں اسرار ربی سے — دیا ہے ہم کو رتبہ حق نے نبیوں کی رفاقت کا

نمونے آج بھی موجود ہیں اسلاف مسلم کے — نظر جن کو نہیں آتے قصور ان کی بصارت کا

تیری یہ شوخیاں اک روز رنگ اپنا دکھائینگیں — خدا خود تجھ کو دے گا بدلہ اس تیری حماقت کا

خدا کے پاک بازوں پر نہیں للکارنا اچھا

بہت قوموں نے چکھا ہے مزا ان کی عداوت کا

ارے اے مغربی تیری نگاہ حق ہے کوتہ بیں — مزا چکھا نہیں تو نے کبھی حق کی حلاوت کا

وائے کم علم واقف تو نہیں ہر ترف ترقی سے — تجھے احساس ہو کیا راستبازوں کی شرافت کا

علوم ظاہری نے تجھ کو محدود نگاہ بخشی — وگرنہ فخر پاتا تو بھی نیکوں کی رفاقت کا

عروج قوم اک سایہ ہے چڑھتا بھی ہے ڈھلتا بھی

نہ ہو غافل بھروسہ کیا ہے اس فانی امارت کا

الٰہی —— عنا

پلک بھر میں الٹ دیتا ہے جب چاہتا ہے بستی کو — بدل دیتا ہے قوموں کو مٹا دیتا ہے ہستی کو

اگر جناب کے ذمہ الحکم کا بقایا ہے تو جلد سے جلد اپنا بقایا صاف فرما کر دفتر کو ممنون فرمائیں

(مینیجر الحکم قادیان)

میں کیونکر احمدی ہوا؟

ماسٹر اللہ دتا صاحب مہاجر قادیان کے حالات

(سلسلہ کے لئے دیکھئے اخبار الحکم مورخہ ۱۴؍جون ۳۵ء)

میری موجودگی میں حضرت مولوی عبد الستار صاحب المعروف بزرگ صاحب معہ اور رفقاء کے دار الامان آئے۔ تمام عاشق زار تھے۔ میں اکثر حضور کے پاؤں دبانے میں شامل ہو جاتا۔

ایک دفعہ ہم نے اس دریچہ کے سامنے جہاں حضور علیہ السلام مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے کپڑا بچھایا ہوا تھا۔ حضور علیہ السلام دوسرے دریچے سے تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ میں نے پاؤں دباتے ہوئے عرض کیا کہ حضور ہم نے اس دریچہ کے سامنے کپڑا بچھایا تھا۔ حضور علیہ السلام فوراً یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے کہ چلیے وہاں ہی سہی اور وہاں جا کر بیٹھ گئے اللھم صل علیہ وعلیٰ مطاعہ محمد وبارک وسلم

ہمارا خاندان ورد وظائف کا بہت قائل تھا۔ اسلئے میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ کونسا وظیفہ یا ورد کرنا چاہیئے۔ حضور کی طرف سے جواب گیا کہ نماز ہی سب سے بہتر وظیفہ ہے۔ اس کو سنوار کر پڑھو۔ اور خوب دعائیں مانگو۔ ہاں نماز کے علاوہ الحمد۔ استغفار۔ درود بھی پڑھنا چاہیئے جسقدر ہو سکے۔

غالباً ۱۹۰۲ء میں جبکہ رمضان مبارک کے دن تھے مسجد مبارک میں تہجد پڑھ کر بیٹھا تھا۔ کہ غنودگی آگئی۔ دیکھا کہ جامن کے درخت پر بہت بڑے اور کالے جامن ہیں۔ میں سیڑھی لگا کر چڑھ گیا اور ایک پنجہ مار کر بہت سے جامن توڑ کر کھا لئے۔ بیداری میں مجھے سخت فکر ہوئی۔ کیونکہ میں نے سیاہ چیز کی تعبیر حضور علیہ السلام سے طاعون کا کیڑا سنی ہوئی تھی۔ اتنے میں میں پھر اونگھ گیا۔ اور آواز آئی کہ اس سے مراد ہے کہ تیرے دشمن برباد۔ پھر دوسری دفعہ نیم بیداری میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک خوشبودار جامن کی ٹکیا۔ اور ایک جانماز مجھے عطا فرمائی۔ اور فرمایا کہ جامن اپنے پاس رکھو اور جانماز امیر کابل کو دو جب صبح کیوقت حضور علیہ السلام سیر سے واپس تشریف لائے تو میں نے ایک کاغذ پہ دونوں خواب لکھ کر اندر حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھیجے۔ حضور کو اسقدر پیارے لگے کہ حضور وہ کاغذ ہاتھ میں لے کر باہر تشریف لے آئے۔ فرمایا یہ آپکے خواب ہیں۔ میں نے عرض کی کہ ہاں حضور۔ فرمایا یہ بڑے مبارک خواب ہیں۔ پہلے کی تعبیر تو وہی ہے۔ اور جو جامن آپ کو دیا گیا۔ اس سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے تمام گناہ کے میل دھو دیگا۔ اور جانماز سے یہ مراد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپکے ذریعہ کچھ دنیا داروں کو ہدایت دے گا

حضرت خلیفہ اول نے ایک دفعہ فرمایا کہ میری بیوی نے ایک بات کہی۔ میں نے نہ مانی۔ تو کہنے لگی۔ کہ کہ اگر ام المومنین حضرت صاحب کو کہیں کہ نماز نہ پڑھو تو کبھی ہرگز نہ پڑھیں۔ میں نے کہا کہ میں تو نہیں مانتا۔ خیر وہ کسی کام کے لئے اندر گئی اور جھٹ واپس آکر کہا کہ آج تو نقشہ ہی بدلا ہوا ہے۔ حضرت ام المومنین کو حضور علیہ السلام فرما رہے ہیں۔ ہم عورتوں کی بات ہرگز نہیں مانیگے۔ وہی کرینگے جو جائز ہوگا

ایسا ہی میں نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ایک دفعہ حضرت ام المومنین نے حضور علیہ السلام سے عرض کی کہ حضور بشیر احمد کو کہیں کہ نماز پڑھا کرے۔ حضور نے فرمایا آگے اسحٰق میر صاحب کی نماز پڑھتا ہے۔ کیا تم چاہتی ہو بشیر میری نماز پڑھے۔ اللہ کی نماز محمود پڑھتا ہے۔ اور جب اللہ چاہے گا بشیر بھی اللہ کی نماز پڑھے گا

عبد الحی مرحوم بچپن میں بہت جھگڑالو تھے۔ ایک دن ان کی نانا جان سے گفتگو ہوئی۔ نانا جان نے فرمایا عبد الحی ہمیں بھی کوئی شعر سناؤ۔ مرحوم نے کہا کہ آپ مجھے باغ سے کوئی پھول لا دیں۔ کسی نے یہ گفتگو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے بیان کی حضور نے فرمایا کہ دیکھو بیٹا ایک طرح میر صاحب حضرت صاحب کے بھی باپ ہیں۔ ان سے جھگڑنا نہیں چاہیئے۔ گویا حضرت خلیفہ اول کے دل میں اس چیز کی محبت تھی جس کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہو۔

حضور علیہ السلام کی عجیب شان دیکھنے میں آتی تھی آج سخت بیمار ہیں کہ نبض کی حرکت کمزور ہو رہی ہے کل بکدم دو تین میل سیر ہو رہی ہے اللھم صل علے محمد وبارک وسلم

حضرت مولانا عبد الکریم صاحب جب حضور علیہ السلام کی بیماری کی خبر سنتے فرماتے جب درد زہ ہوتا ہے تب بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کا تازہ کلام نازل ہونے والا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا

ہم لوگ اکثر وقت جب حضور علیہ السلام اندر ہوتے حضرت خلیفہ اول اور حضرت مولانا عبد الکریم کی خدمت میں فیض حاصل کرنے کے لئے بیٹھتے تھے اور اکثر روح پرور باتیں سننے کا موقع ملتا تھا۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور کیا آپ لوگوں میں بھی ریا کا......امکان ہے فرمایا مولوی صاحب! اگر آپ جنگل میں ہوں اور کوسوں تک کوئی انسان آپکے نزدیک نہ ہو۔ حیوان ہی حیوان ہوں اور نماز کا وقت آجائے تو کیا آپ کے دل میں بھی ریاکاری کا خیال پیدا ہوگا۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور ریاکاری کا خیال تو انسانوں کے سامنے ہوتا ہے۔ حیوانوں کے سامنے نہیں ہوتا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بس ہمارے سامنے بھی یہ لوگ حیوان ہی ہیں ہم کو کس طرح ریا کا خیال آسکتا ہے۔

حضرت خلیفہ اول اور حضرت مولانا عبد الکریم صاحب کے اندر عشق جدا جدا تھا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تو نگاہ نیچی کرکے حضور علیہ السلام کے سامنے بیٹھے اور فرماتے مجھ سے وہ جلال سہا نہیں جاتا۔ لیکن حضرت مولانا عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی طرف دیکھتے رہتے۔ اور کچھ نہ کچھ سوال کرتے رہتے کسی نے پوچھا کہ حضرت مولانا تو حضور علیہ السلام کے سامنے چپ چاپ نگاہ نیچی کئے بیٹھتے ہیں تو فرمایا میں اس کو نہیں دیکھتا۔ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کو دیکھتا ہوں کہ اس نے کیا چیز پیدا کی ہے۔ اور سوال اسلئے کرتا ہوں کہ یہ اللہ کا گراموفون ہے۔ جب بولے گا تو نئے نئے ریکارڈ سنائیگا۔ اس کو چپ کیوں بیٹھنے دیں۔

خاکسار تاریکار بھی اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتا ہے کہ اس دن سے کہ حضور علیہ السلام کی غلامی میں داخل ہوا۔ نہ تو حضور کے ملازم عالیہ کو شن کر کبھی قبض ہوا بلکہ مسرت کی کیفیت طاری ہوئی۔ اور نہ ہی اس پاک زمین میں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا تختگاہ فرمایا ہے باوجود گنہگار ہونے کے کبھی بدی پر جرأت کی بلکہ ہمیشہ اس تختگاہ رسول کے احترام کا خیال رہا و خدا لک فضل اللہ میں اپنے وطن میں اور اثنائے ملازمت میں جہاں بھی رہا۔ باوجود کمزور ہونے کے اپنے مذہبی معاملات میں خدا کے فضل سے کسی سے نہ دبا اور نہ کمزوری دکھائی۔ الحمد للہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ جس شخص کے دل میں نور ایمان اور سعادت ہوتی اس کی طرف خواہ وہ کیسا ہی غریب ہوتا بڑی توجہ فرماتے۔ اور جو لوگ اس نعمت سے محروم ہوتے باوجود ان کی وجاہت کے ان کی پرواہ نہ کرتے چنانچہ گوجرانوالہ کا ایک شخص شرم سے بھوکا سو رہا تھا رات کے بارہ بجے کے قریب حضور علیہ السلام نے ان کے کھانے کا انتظام کرایا۔ اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے :۔

یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر۔

برخلاف اس کے ایک رئیس آئے اور کہلا بھیجا کہ میں نے تین یا چار بجے کی گاڑی سے واپس جانا ہے جلدی ملاقات ہو جائے۔ حضور علیہ السلام نے کہلا بھیجا آپ کو فرصت نہیں آپ چلے جائیں۔

میں نے اتنی مدت میں حضور کی زبان مبارک سے کسی کو تم یا تو کہتے نہیں سنا بلکہ ادنی سے ادنی کو آپ کرکے بلاتے تھے جب حضور علیہ السلام مسجد میں آتے تو السلام علیکم کہہ کر کھڑے ہو جاتے۔ جب تک کوئی خود جگہ خالی نہ کرتا ہرگز قدم آگے نہ بڑھاتے۔ اپنے غلاموں سے حد درجہ محبت دکھاتے تھے۔ لقدر ان کے مراتب ایمان کے۔

بعض دفعہ میں نے دیکھا کہ اپنے دست مبارک سے گھر سے کوئی چیز لا کر غلاموں کو کھلاتے پلاتے تھے مثلاً حضرت مفتی صاحب سلمہ اللہ کو ایک دفعہ تکلیف تھی حضور نے فوراً مسجد سے اندر جا کر ان کے لئے کوئی چیز لائے اور اپنے سامنے پلائی۔

ایک دفعہ حضور نے مفتی صاحب کو فرمایا ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ منظور کی طرف چیل جھپٹی ہے آپ ایک مسکین کو کھانا کھلایا کریں۔ حضرت مفتی صاحب سلمہ اللہ نے عرض کی کہ حضور مقرر کر دیا ہے۔ میرے دل کو اس بات سے دوہرا سرور ہوا۔

ایک دفعہ قادیان میں باؤلے کتے نے کسی لڑکے کو کاٹا۔ حضور نے فرمایا کہ طب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جس کو دیوانہ کتا کاٹے اگر اس کتے کا جگر اس کو کھلائیں تو بچ رہتا ہے۔ چنانچہ حصول ثواب کے لئے ایک کابلی پٹھان حضرت شیخ یعقوب علی صاحب سلمہ اللہ اور اکثر اصحاب اور خاکسار وڈے ناتھ پور کی زمین میں ایک زمیندار نے ایک کتے کو مار ڈالا۔ میں نے ایک ڈاکٹر صاحب کو پیسے دیکر اس کا جگر نکلوایا اور حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور علیہ السلام نے ہنس کر فرمایا اس لڑکے کو دو۔

(باقی دارد)

احباب کرام کے اخلاص کا امتحان

سیدنا حضرت امیر المومنین حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک جدید کے بارے میں یہ بات احباب کرام پر واضح ہو چکی ہے کہ تحریک جدید کے چندہ میں اپنے اخلاص اور اپنی خوشی سے وعدہ کرنے والے احباب پر بھی دوسرے چندوں کی طرح اصرار نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں احباب کو ان کا وعدہ یاد دلانے کی اجازت ہے تا احباب بھول جانے کے باعث مظاہرہ کرنے والے قرار نہ پائیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"سب کو میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ چونکہ یہ ان کے اخلاص کا امتحان ہے اس لئے اس تحریک میں زیادہ یاد دہانیاں نہیں کرائی جائیں گی۔ اگر کوئی شخص باقاعدہ چندہ نہیں دے گا۔ تو دفتر ایک یا دو بار یاد دہانیوں کے بعد اس کا نام رجسٹر سے کاٹ ڈالے گا اور یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے اپنے اخلاص کا محض مظاہرہ کیا تھا۔ حقیقت اس میں نہ تھی۔ پس دوست اس امر کی امید نہ رکھیں کہ لوگ ان کے پاس پہنچیں گے اور کہیں گے لاؤ چندہ۔ صدر انجمن والے چندوں میں پیچھے پڑ کر چندہ لے لیتے ہیں۔ مگر یہ طوعی والے چندے ہیں۔ اس طرح جس طرح اس اس تحریک میں شامل کرنے کے لئے جبر نہیں کیا گیا۔ اسی طرح شامل ہونے کے بعد بھی کوئی جبر نہ ہوگا۔ پس اگر کوئی دوست اس ثواب میں شریک ہونے سے اس وجہ سے رہ جاوے کہ اس سے چندہ مانگا نہیں گیا۔ تو اس کی ذمہ داری اسی پر عائد ہوگی۔ میری ہدایات دفاتر متعلقہ کو یہی ہوں گی کہ وہ چندہ لوگوں سے مانگیں نہیں۔ مگر انسان کے ساتھ نسیان بھی لگا ہوا ہے۔ اسلئے کبھی کبھار اگر ایک دو یاد دہانیاں کرا دیجا دیں تو کوئی حرج نہیں!!"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد کی تعمیل میں وعدہ کرنے والے مخلص احباب کو اپنا وعدہ خود بخود کسی یاد دہانی کے ادا کرنا چاہیئے خصوصاً جن صاحبان نے دوران سال میں ادا کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اور باوجود آٹھ ماہ کا عرصہ گذر جانے کے تا حال کوئی رقم ادا نہیں کی ہے۔ ان کو خاص طور پر اپنے وعدے کے ادا کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ایسا نہ ہو کہ وہ ان چار ماہ میں اپنا وعدہ پورا نہ کرنے کی وجہ سے مظاہرہ کرنے والوں کی فہرست میں آجاویں۔ اور ان کا نام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور مظاہرہ کرنے والوں میں پیش کر کے رجسٹر سے کاٹا جاوے۔

اور جو احباب اپنی موعودہ رقم قسط وار ادا کر رہے ہیں۔ ان کی کچھ قسطیں بقایا ہیں۔ وہ اپنی بقایا رقم بھی اس ماہ کی قسط کے ساتھ ادا کر دیں۔ قسط وار ادا کرنے والے یا یکساتھ اپنا وعدہ پورا کرنے والے احباب یہ بات یاد رکھیں کہ چندہ تحریک جدید کے تمام وعدے **۳۱ر اکتوبر ۳۵ء** تک پورے ہو جانے ضروری ہیں۔ کیونکہ اس تاریخ کو چندہ تحریک جدید کا پہلا سال خدا کے فضل و کرم سے ختم ہو جاتا ہے پس تمام موعودہ وعدے اس تاریخ تک پورے ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ احباب کرام کو اپنے وعدے بروقت پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(خاکسار برکت علی خان فنانشل سکرٹری تحریک جدید قادیان)

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا

سیدنا امیر المومنین حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے موجودہ حالات سلسلہ احمدیہ کو مدنظر رکھتے ہوئے "تحریک جدید" کا اعلان فرما کر جماعت احمدیہ پر احسان فرمایا۔ اور آپ نے خدا کے فضل و کرم سے حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مالی قربانی کا وعدہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس آواز کو قبول فرماوے اور وعدے کے بروقت ادا کرنے کی توفیق عطا فرماوے (آمین)

ان ایام میں جن نازک ترین حالات سے سلسلہ عالیہ احمدیہ گذر رہا ہے۔ اس کا علم آپ کو اخبارات سے ہو رہا ہے اور حالات دن بدن بدلتے رہتے ہیں۔ اور سلسلہ کی مالی ضروریات کا اضافہ ہو رہا ہے۔ اور آپ نے حالات کی اہمیت اور ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر وعدہ فرمایا کہ اپنی موعودہ رقم سلسلہ کے لئے رضائے الٰہی کے لئے قربان کرتے ہوئے اپنے اخلاص کا ثبوت دیں گے۔ اور اپنا جو وعدہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور پیش کیا ہے اس کے مطابق آپ کی موعودہ رقم کا پورا ہو جانا اب نہایت ضروری ہے کیونکہ میعاد آپ نے مقرر فرمائی ہے۔ وہ پوری ہو چکی ہے یا اس ماہ کے اخیر پوری ہو جائے گی

پس جبکہ اس وقت پہلے سال کے وعدے میں سے آٹھ ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے اور سلسلہ احمدیہ کو ان ایام میں روزانہ حالات کی تبدیلی ہونے کے باعث روپیہ کی ضرورت ہے۔ اور آپ کے وعدے کی مدت بھی ختم ہے۔ اور ایک مخلص احمدی کا فرض ہے کہ اپنے وعدے کے مطابق اس کا ایفا بھی کرے۔ تا اللہ تعالیٰ کے حضور ثواب دارین کا مستحق ہو۔ ان حالات میں وعدہ کرنیوالے مخلص احباب کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی موعودہ رقم فوری ادا کر کے نہ صرف ثواب ہی۔ بلکہ آئندہ سال کی قربانی کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔ لہٰذا آپ اپنی موعودہ رقم سالم یا بقایا حصہ فوری ادا کرتے ہوئے جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل فرما دیں۔ وہاں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعا اور خوشنودی بھی حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ احباب کو اپنے وعدے فوری ادا کرنے کی توفیق عطا فرماوے (آمین) والسلام

(خاکسار برکت علی خان فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن امرتسر کے ریزولیوشنز

انجمن ترقی اسلام کا یہ فوری اجلاس حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر جو وحشیانہ اور قاتلانہ حملہ مورخہ ۸ جولائی ۳۵ء کو قادیان میں احراریوں کی طرف سے کیا گیا ہے اس پر اپنے غصہ اور نفرت کا اظہار کرتا ہے اور کھلے الفاظ میں واضح کر دینا چاہتا ہے کہ ایسے قاتلانہ حملے جو جماعت احمدیہ کی مقتدر ہستیوں پر کئے جا رہے ہیں ملک میں بد امنی اور امن شکنی کا دروازہ کھول دیں گے۔ لہٰذا ہم گورنمنٹ سے پر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ایسے مجرموں کے خلاف فوری کارروائی کرے اور احرار کی شرارتوں کا پورا پورا انسداد کرے۔ اگر حکومت خاندان نبوت کی حفاظت نہیں کر سکے گی تو اسے معلوم ہو جانا چاہیئے کہ ہر احمدی سلسلہ احمدیہ کی عزت اور خاندان نبوت کی حفاظت کے لئے سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہے

(۲) مذکورہ بالا ریزولیوشن کی نقول حضرت اقدس امیر المومنین۔ ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند و گورنر پنجاب و صاحب انسپکٹر جنرل بہادر پنجاب لاہور و صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور و صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر گورداسپور۔ اور پریس کو بھیجی جاویں۔

(محمد شفیع)

وصایا

نمبر ۴۰۲۷ منکہ محمد سعید ولد مولوی عبد الخالق قوم قریشی پیشہ ملازمت سرکار، عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن گھوگھیل ڈاک خانہ میانی تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۹/۴/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ ایک مکان واقعہ محلہ دار الفضل قادیان مالیتی تقریباً اڑھائی ہزار روپیہ۔ لیکن میرا گذارہ در اصل ماہوار آمد پر ہے جو کہ اسوقت ۱۰۲/ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تادم زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں کہ بوقت وفات جو میری متروکہ جائیداد ثابت ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی فقط مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۳۳ء

العبد محمد سعید موصی بقلم خود ولد مولوی عبد الخالق سکنہ گھوگھیاں حال وارد راولپنڈی

گواہ شد:۔ اعظم علی سب جج راولپنڈی

گواہ شد:۔ ایم۔ اے آیاز انسپکٹر وصایا راولپنڈی

نمبر ۴۳۱۳ منکہ ولی داد ولد حانندہ قوم گوجر پیشہ زمیندارہ عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ابتدائی دعوت بیعت ساکن کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۵/۴/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت اصل جائیداد اراضی مملوکہ مقبوضہ علاقہ رقبہ کھاریاں ... رادی ۵ ایکڑ کے قریب ہے ... جس کی مالیت تخمیناً دو ہزار ہے۔ رائج الوقت نرخ کے مطابق ہے اس کے دسویں حصہ کی یعنی دو صد روپیہ کی بابت وصیت کرتا ہوں۔ لیکن میری کچھ ماہوار آمد بھی ہے جو کہ غیر معین ہے۔ عرضی نویسی کے طریقہ سے ہے میں وصیت کرتا ہوں کہ تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کرتا رہوں گا۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی نسبت جو اوپر درج کی گئی ہے داخل خزانہ بمد وصیت کردوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ اگر بوقت وفات کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

العبد ولیداد عرضی نویس کھاریاں بقلم خود

گواہ شد بقلم خود محمد جان ولد غلام محمد گوجر کھاریاں

گواہ شد:۔ مثل خان جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ کھاریاں بقلم خود ۵/۴/۳۵

نمبر ۴۳۶۱ منکہ نتا محمد ولد پیر بخش قوم ارائیں عمر ۳۵ سال ساکن گوہر پور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۵/۴/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ مکان کی قیمت ۱۵۰/ اور زمین ۲۵۰/ روپیہ کی ہے جس میں سے اس جائیداد کا دسواں حصہ دوں گا۔ اگر میری زندگی میں کوئی اور جائیداد پیدا ہوگی۔ تو اس کا بھی دسواں حصہ ادا کروں گا۔

العبد:۔ نتا محمد ولد پیر بخش قوم ارائیں ساکن گوہر پور نشان انگوٹھا

گواہ شد حسن محمد خان بنگلہ ڈسٹرکٹ بورڈ سیالکوٹ

گواہ شد:۔ حکیم عطا محمد ساکن گوہر پور

گواہ شد۔ اللہ دتہ ہیڈ مالی کمپنی باغ چھاؤنی سیالکوٹ

نمبر ۴۳۶۲ منکہ مسماۃ بیگم بی بی زوجہ چودھری کریم الدین مہاجر قوم راجپوت کھوکھر عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت مئی ۱۹۱۷ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۱/۵/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اسوقت میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے اور منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے زیور طلائی مالیتی ... روپیہ۔ زیور نقری ... نقد ... کل میزان مال ۱۸۰/ روپیہ اس رقم کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں جو مبلغ ۱۸/ روپیہ بنتے ہیں۔ اور میں نقد داخل کر دیتی ہوں۔ میرا حق مہر ... روپیہ تھا جو میں اپنے شوہر سے وصول کر چکی ہوں۔ میری وفات کے بعد علاوہ منقولہ جائیداد مذکورہ بالا کے میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی جائیداد کا کل حصہ وصیت یا اس کا کوئی جزو یا اس کی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں تو میرے ترکہ میں سے وہ حصہ یا جزو حصہ ادا شدہ شمار ہوگا۔ ۱۱/۵/۳۵

العبد بیگم بی بی زوجہ کریم الدین مہاجر نشان انگوٹھا

گواہ شد کریم الدین مہاجر گورنمنٹ پنشنر شوہر موصیہ قادیان محلہ دار البرکات

گواہ شد:۔ شیخ اصغر علی مہاجر گورنمنٹ پنشنر محلہ دار الانوار قادیان۔

نمبر ۴۳۶۴ منکہ مسماۃ چراغ بی بی والدہ مولوی نور محمد اوورسیر قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر تخمیناً ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۳ء ساکن جھجو وال حال دار الرحمت قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱/۶/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے سوائے زیورات قیمتی مبلغ ۵۵/ روپیہ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی یعنی ... روپیہ نقد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے فوت ہونے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد اس کے بغیر پائی جائے اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی

العبد:۔ چراغ بی بی نشان انگوٹھا ۱/۶/۳۵

گواہ شد:۔ نور محمد پسر چراغ بی بی موصیہ ۱/۶/۳۵

گواہ شد:۔ عبد العزیز پسر چراغ بی بی موصیہ ۱/۶/۳۵

نمبر ۴۳۶۵ منکہ مسماۃ سردار بیگم بنت مرزا دین محمد بیگ صاحب قوم مغل پیشہ زمیندارہ عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن ننگروال ڈاک خانہ یار مدل تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۵/۵/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میرا مہر جو مبلغ ۵۰۰/ روپیہ تھا وہ میں نے اپنے خاوند کو معاف کر دیا ہوا ہے۔ اب میری جائیداد اسوقت ایک جوڑی ڈنڈیاں طلائی قیمتی مبلغ ۳۰/ روپیہ ہے۔ نقد روپیہ ۲۲۰/ یعنی کل ۲۵۰/ روپیہ ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر اس سے علاوہ کوئی آمد ثابت ہو تو اس کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہوگی۔ اگر میں جتنی رقم اپنی زندگی میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا جائیداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی ۲۵/۵/۳۵

العبد سردار بیگم بنت مرزا وزیر بیگ ساکن ننگروال ضلع گورداسپور

گواہ شد:۔ فرزند علی بقلم خود ۲۵/۵/۳۵

گواہ شد:۔ مرزا محمد شریف برادر موصیہ بقلم خود ۲۵/۵/۳۵

نمبر ۴۳۴۴ منکہ مسماۃ حاکم بی بی زوجہ محمد اسمٰعیل قوم راول عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۶ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲/۵/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اسوقت میری جائیداد کوئی نہیں صرف مبلغ ایکصد روپیہ کا مہر ہے جو میرے خاوند کے ذمہ ہے اس کے ۱/۵ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس کے علاوہ اگر کوئی میری جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ——

(نوٹ منجانب خاوند موصیہ) مسماۃ حاکم بی بی موصیہ کا مہر ابھی تک ادا کرنا ہے۔ مہر ایکصد روپیہ کا ہے جس کا پانچواں حصہ یعنی مبلغ ۲۰/ روپیہ میں ایک ایک روپیہ ماہوار کی اقساط سے انشاء اللہ ادا کر دوں گا۔ پہلی قسط انشاء اللہ ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء تک ادا کر دوں گا۔ مگر بعد میں ہر ماہ کی پندرہ کو انشاء اللہ قسط ادا کر دیجایا کرے گی

العبد:۔ حاکم بی بی زوجہ محمد اسمٰعیل بقلم خود خاوند دوکاندار مکان ماسٹر علی محمد صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی محلہ دار الفضل قادیان

گواہ شد:۔ حکیم نیاز محمد معرفت نذیر احمد صاحب بر مکان خان الطاف خان صاحب مرحوم محلہ دار الفضل قادیان

گواہ شد:۔ محمد اسمٰعیل دوکاندار خاوند موصیہ

فضیلت خاتون

۱۰ جولائی کی شب کو عزیزہ فضیلت خاتون جو حضرت بابو فیروز علی صاحب رضی اللہ عنہ ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر کی لڑکی اور میری بھتیجی بہن چالیس یوم کی لمبی بیماری کے بعد اس جہان فانی سے رخصت ہو گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی عمر ۱۳-۱۴ سال کی تھی اس کی عادات بہت اچھی تھیں۔ اس لمبی تکلیف کو اس نے بڑی صبر سے برداشت کیا۔ احباب سے درخواست ہے کہ مرحومہ کے لئے دعائے خیر فرمائیں۔

ماسٹر ابراہیم صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کی بچی بھی ۱۴ جولائی کو فوت ہو گئی اس کے لئے دعا فرمائیں کہ وہ والدین کے لئے فرط ہو۔ اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے۔

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع ہوا)